مولانا ڈاکٹر علامہ خالد محمود اور مولانا منظور احمد چنیوٹی کے دورۂ افریقہ کی ایک یاد
رابطۂ عالم اسلامی مکہ اور دار الافتاء ریاض کی دفاعِ اسلام کی تاریخی مہم،

مناظرۂ نائیجیریا

موضوع : مرزا غلام احمد قادیانی کی زندگی

مغربی افریقہ کے مشہور شہر "اجی بوڈی" میں
مسلمانوں اور قادیانیوں کے مابین دوروزہ فیصلہ کن

مُرتّبہ : (مولانا) محمّد رفیق ناظمِ نشر و اشاعت
اِدارۂ دعوت و اِرشاد، چنیوٹ

انٹرنیشنل اِسلامِک اکیڈمی
مانچسٹر ○ انگلینڈ

41-Upper LLoyd Street
Manchester-14

مولانا ڈاکٹر علامہ خالد محمود اور مولانا منظور احمد چنیوٹی کے دورۂ افریقہ کی ایک یاد
رابطۂ عالم اسلامی مکہ اور دار الافتاء ریاض کی دفاعِ اسلام کی تاریخی مہم

مناظرۂ نائیجیریا

موضوع : مرزا غلام احمد قادیانی کی زندگی

مغربی افریقہ کے مشہور شہر "اجی بوڈی" میں
مسلمانوں اور قادیانیوں کے مابین دو روزہ فیصلہ کن

مرتّبہ : (مولانا) محمد رفیق ناظم نشر و اشاعت
اِدارۂ دعوت و اِرشاد ، چنیوٹ

انٹرنیشنل اِسلامِک اکیڈمی
مانچسٹر ○ انگلینڈ

41-Upper LLoyd Street
Manchester-14

اشاعت اوّل : جنوری ۱۹۸۱ء

تعداد : ایک ہزار

○

ملنے کے پتے

۱۔ حافظ نور محمد انور مکتبہ الفاروق ۱۹، سلطان پورہ روڈ لاہور

۲۔ مکتبہ خدام الدین شیرانوالہ گیٹ لاہور

۳۔ مکتبہ تاج المعارف دیوبند یوپی (انڈیا)

۴۔ المکتبۃ المدنیہ اردو بازار لاہور

۵۔ ادارہ دعوت وارشاد چنیوٹ (پاکستان)

ENGLAND

1. 19-CHORLTON TERRACE UPPERBROOK STREET MANCHESTER.13
2. 15-WOODSTOCK ROAD BIRMINGHAM.12

○

فہرست مضامین

تعارف

افریقہ میں مسلم اقوام کی آمد ۵
مبلّغینِ اسلام مغربی افریقہ میں دیر سے ۵
کلمہ لکھنے میں قادیانی صنعت اشتباہ ۶
مرزا غلام احمد کے رسول ہونے کا عقیدہ ۶
حلول وتناسخ کے قادیانی عقیدے ۷
کلی طور پر حضوؐر ہونے کا دعویٰ ۷
قادیانی مرزائے میں مسلمان جا دھمکے ۸
امام سے مناظرے کی تجویز ۸

۱۲ ر اگست کی کاروائی

مرزا غلام احمد کا حدیث کو بگاڑنا ۱۰
بل ھوامامکم منکم کا اضافہ ۱۰
لا مہدی الا عیسیٰ ابن ماجہ میں نہیں ۱۱
مرزا غلام احمد کا خدائی صفات کا دعویٰ ۱۲
نماز میں فارسی نظم کا پڑھنا ۱۳
شریعتِ اسلامی میں ماہانہ چندے کا اضافہ ۱۴
مرزا نے کبھی زکوٰۃ نہیں دی ۱۵
مسائل روزہ میں قادیانی تبدیلی ۱۵
مرزا محمود نے جمعرات کو سات روزے رکھے ۱۶
یورپ اور افریقہ میں مسلم علماء کی آمد ۱۶
عیسائیوں کے خلاف مسلم علماء کا لٹریچر ۱۶
قادیانیوں کا اپنی تنظیم پر فخر ۱۷
علامہ خالد محمود کا جواب ۱۷
مرزا کے ہاتھوں قانون اسلامی میں تبدیلی ۱۸
حضرت ابوہریرہؓ کا عقیدہ حیات مسیح ۱۹
برائی کا بدلہ برائی سے منسوخ ۲۰
قادیانیوں کے صحابی ہونے کا عقیدہ ۲۱
حرمتِ جہاد کا نیا شرعی قانون ۲۱
اولی الامر منکم کی تشریح ۲۲

۱۳ ر اگست کی کاروائی

سٹیج پر اہل اسلام کی طرف سے ۲۳
سٹیج پر قادیانیوں کی طرف سے ۲۴
ہر فریق اپنے تجویز کردہ موضوع میں پہل کرے ۲۵
مرزا غلام احمد ٹانک شراب پیتا تھا ۲۶
قادیانی مناظرین کا جواب ۲۶
علامہ خالد محمود کا جواب الجواب ۲۷
غیر جانبدار مترجم کا بلایا جانا ۲۹
مرزا غلام احمد کا زناکار ہونا ۳۱

مرزا کی کتابوں میں فاحشہ عورتوں کا عام ذکر ۳۲
سات سو روپے کا شرمناک واقعہ ۳۲
مرزا غلام احمد کا اِدھر اُدھر جانا ۳۲
سؤروں کے شکار کے لئے پھرنا ۳۳
گھر میں غیر محرم لڑکیاں رکھنا ۳۴
مرزا محمود کی عریاں پسندی ۳۴
عائشہ نامی لڑکی کا خدمت کرنا ۳۵
ڈاکٹر عبدالستار کی لڑکی کا بیان ۳۶
قرآن میں دیوث کا لفظ کہیں نہیں ۳۶
مرزا کی مزاجی طبیعت (حاشیہ) ۳۶
ٹوٹی سے منہ لگانے کا محاورہ ۳۷
مرزا کا قرآنی آیات میں تبدیلی کرنا ۳۸
اگر تحریف نہیں تو اس کی وجہ نشہ ہے ۳۸
گڑ اور استنجا کے ڈھیلے اکٹھے رکھنا ۳۸
قرآنی آیات میں اور تبدیلی ۳۹
صدر مناظرہ کا فیصلہ ۴۱
نائیجیریا کے مسلمانوں کا اظہارِ تشکر ۴۲
تمت بالخیر

تعارف

الحمد للہ وسلام علی عبادہ الذین اصطفیٰ اللہ خیر امّا یشرکون ! امابعد

۱۲ر اگست ۱۹۷۶ء کی صبح تھی۔ جب کاروانِ ختمِ نبوّت نائیجریا کے شہر اجیبوڈی پہنچا۔ تاریخ بتاتی ہے کہ مسلمان افریقہ کے ان ممالک میں دیر سے پہنچے۔ ابھی ان کی تربیت ہونے نہ پائی تھی کہ انگریز یہاں نوآبادیات بنا چکے تھے۔ ان کے زیرِ اثر ان مقبوضات میں عیسائیت پھیلی اور سیاہ فام اقوام خاصی تعداد میں عیسائی ہوگئیں۔ اسلام کا نام یہاں پہنچا تو ان اقوام میں اسلام کی بھی طلب پیدا ہوئی، وہ چاہنے لگے کہ مسلمان بھی یہاں ہوں۔

ان کی اس خواہش کی تکمیل میں انگریز حکمرانوں نے ہندوستان سے قادیانی مشنری کے کارندے یہاں درآمد کیے۔ اور انہیں مسلمانوں کے نام سے لاآباد کیا۔ ان کے زیرِ اثر مغربی افریقہ کے انگریزی مقبوضات میں کچھ سیاہ فام باشندے مرزائی بنا لیے گئے۔ اور انہیں اسلام کے نام پر یہاں متعارف کیا گیا۔ افریقہ کے فرانسیسی مقبوضات میں انگریزوں کا یہ پودا کاشت نہ ہوا۔ فرانسیسی جس طرح انگریزوں کے خلاف تھے۔ اسی طرح ان کے سیاسی ایجنٹوں کو بھی بُرا سمجھتے تھے۔

دفد ختمِ نبوّت کا م... سد انہی ممالک کی طرف تھا۔ جہاں افریقہ کے سیاہ فام باشندے اسلام کے نام پر مرزائی بنا لیے گئے تھے۔ غرض یہ تھی کہ ان سیدھے سادھے لوگوں کو اصل اسلام سے آشنا کرایا جائے۔ یہ حقیقت ہے کہ ماضی قریب میں ایشیائی مبلّغینِ اسلام مشرقی اور جنوبی افریقہ میں آتے جاتے رہے، لیکن مغربی افریقہ میں انہیں کام کرنے کا کوئی موقع نہ ملا۔ ایک دفعہ محدثِ کبیر مولانا محمد یوسف بنوری رحمۃ اللہ علیہ امیر مجلس تحفظ ختمِ نبوّت نے کوشش

کی ۔مگر انہیں یہاں کا ویزا نہ ملا۔ ۱۹۷۶ء کا وفدِ ختمِ نبوّت علماء کا پہلا قافلہ تھا جو ختمِ نبوّت کی تبلیغ اور مرزائیوں کی تردید کے لیے یہاں پہنچا۔ یہ قافلہ رابطہ عالمِ اسلامی مکّہ مکرمہ اور سعودی دارالافتاء کی توصیات (تعارفی خطوط) سے یہاں پہنچنے میں کامیاب ہوا۔ نائیجیریا ان افریقی ممالک میں بڑا ملک ہے۔ جہاں سیاہ فام باشندے خاصی تعداد میں مرزائی ہیں۔ اس کے شہر اجیبوڈی کو یہ اہمیّت حاصل ہے کہ وہاں مسلمانوں کا ایک بہت بڑا کالج اور مالکی مسلک کی بڑی بڑی کثیر تعداد مساجد ہیں۔ یہیں پر مرزائیوں کا بلند مینارہ والا مرزاڑہ (مرزائی عبادت گاہ) ہے۔ جس کی تصویر مرزا ناصر احمد خلیفہ ربوہ کے دورہ افریقہ (افریقہ سپیکس) شائع شدہ از ربوہ کے صلا پر دی گئی ہے۔ وفدِ ختمِ نبوّت کو اسے دیکھنے کا شوق تھا۔ قادیانیوں نے مرزاڑہ کے مینارہ پر کلمہ اسلام اس کاری گری سے لکھا ہوا تھا کہ اسے دور سے لا الٰہ الا اللہ احمد رسول اللہ۔ پڑھا جا سکے اور جب اس پر مزید غور کریں، تو احمد کا لفظ محمد بھی معلوم ہو۔ اس صنعتِ اشتباہ کو دیکھنے کے لیے علماء وفد اجیبوڈی پہنچے۔ قادیانی مرزا غلام احمد کو اپنے عقیدہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلّم کا ہی بروز سمجھتے ہیں، بلکہ اپنے عقیدے میں غلام احمد کی اس دوسری بعثت کو حضور کی پہلی بعثت سے زیادہ کامل قرار دیتے ہیں۔ ان کا عقیدہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلّم اپنی پہلی بعثت میں اس شان میں نہ تھے جس میں مرزا غلام احمد ظاہر ہوا (معاذ اللہ نقل کفر کفر نباشد) مرزا غلام احمد کے ایک مرید نے ان کی زندگی میں کہا تھا۔

غلام احمد رسول اللہ ہے برحق　　شرف پایا ہے نوعِ انس و جاں میں
محمدؐ پھر اتر آتے ہیں ہم میں　　اور آگے سے ہیں بڑھ کر اپنی شان میں
محمدؐ دیکھنے ہوں جس نے اکمل　　غلام احمد کو دیکھے قادیان میں[1]

یعنی برحق کلمہ "غلام احمد رسول اللہ" ہے۔ انسانوں اور جنوں سب نے اس کلمہ سے عزّت پائی ہے۔ قادیانیوں نے اجیبوڈی میں اپنے مینارہ پر اسی لیے صنعت اشتباہ دکھائی ہے

---

[1] (بدر ۲۵ اکتوبر ۱۹۰۶ء)

پیش نظر رہے کہ مرزا غلام احمد نے ان اشعار کو خود اپنے اخبار بدر میں شائع کیا تھا۔ قادیانی جب کلمہ پڑھتے ہیں، تو دل میں لفظ محمد سے دوسری بعثت مراد رکھتے ہیں۔

مرزا بشیر احمد ایم۔اے لکھتا ہے۔

" پس مسیح موعود (مرزا صاحب) خود محمد رسول اللہ ہے۔ جو اشاعت اسلام کے لیے دوبارہ دنیا میں تشریف لائے۔ اس لیے ہم کو کسی نئے کلمہ کی ضرورت نہیں۔ ہاں اگر محمد رسول اللہ کی جگہ کوئی اور آتا تو ضرورت پیش آتی۔" ؎۱

سرور شاہ قادیانی لکھتا ہے۔

" ہم نے مرزا کو بحیثیت مرزا نہیں مانا، بلکہ اس لئے کہ خدا نے اس کو محمد رسول اللہ فرمایا۔ کوئی نیا نبی نہیں آیا۔" ؎۲

خود مرزا غلام احمد قادیانی لکھتا ہے۔

" محمد اور احمد سے مسمیٰ ہو کر میں رسول بھی ہوں اور نبی بھی" ؎۳

غور کیجیے کس ملحدانہ انداز میں حضورؐ کی آمد ثانی کا عقیدہ گھڑ لیا گیا ہے اور کس کفری انداز میں رُوح آنحضرتؐ کا مرزا غلام احمد میں حلول کرنا تسلیم کیا گیا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ حلول اور تناسخ دونوں عقیدے کفر ہیں۔ پھر یہ وحدت کسی جزئی پہلو سے نہیں کلی طور پر تسلیم کی گئی ہے اور پڑھیے:

" چونکہ میں کلی طور پر محمد ہوں صلی اللہ علیہ وسلّم پس اس طور سے خاتم النبیّین کی مہر نہیں ٹوٹی کیونکہ محمد صلی اللہ علیہ وسلّم کی نبوّت محمد تک محدود رہی۔" ؎۴

" میرا نام محمد اور احمد ہوا۔ پس نبوّت اور رسالت کسی دوسرے کے پاس نہیں گئی۔ محمد کی چیز محمد کے پاس ہی رہی۔" ؎۵

ان تصریحات سے یہ بات کھل جاتی ہے کہ مرزائیوں کا کلمہ مسلمانوں کے کلمہ سے جدا ہے۔

؎۱ کلمۃ الفصل مرزا بشیر احمد ایم۔اے ؎۲ اخبار الفصل ۲۷، دسمبر ۱۹۱۴ء
؎۳ ایک غلطی کا ازالہ ص۹ ؎۴ ایک غلطی کا ازالہ ص۱۰ ؎۵ ایک غلطی کا ازالہ ص۱۴

مسلمان لفظ محمد سے پیغمبر عربی مراد لیتے ہیں جو مکہ ہیں مبعوث ہوئے تھے۔ مرزائی اس سے مرزا غلام احمد مراد لیتے ہیں۔ جسے وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت ثانی سمجھتے ہیں۔ اس اعتبار سے ان کا کلمہ اور ہے اور مسلمانوں کا اور۔ لفظ بدل جائے تو لفظی اشتراک بالکل بے معنی رہ جاتا ہے اور اس لفظی اشتراک کی حقیقت ایک مغالطہ سے زیادہ نہیں ہوتی۔ مرزائیوں نے اس الحادی نقطہ نظر سے اپنے مرزاڑہ پر کلمہ اس طرح لکھا تھا کہ وہ احمد رسول اللہ بھی دکھائی دے اور محمد رسول اللہ بھی پڑھا جا سکے۔

کاروان ختم نبوّت فضیلۃ الشیخ ڈاکٹر علامہ خالد محمود، فضیلۃ الشیخ فاتح ربوہ مولانا منظور احمد چنیوٹی، فضیلۃ الشیخ امانت اللہ، شیخ احمد کبیر، شیخ ارشد خریج جامعہ مدینہ منورہ، صلاح الدین بوصیری اور میکائیل پر مشتمل تھا۔ اشراق کے وقت ہم مرزاڑہ میں پہنچے۔ ایک لڑکا باہر کھیل رہا تھا۔ اسے کہہ کر ہم نے ان کے امام کو بلایا اپنا تعارف کرایا اور کہا کہ احقاق حق مقصود ہو تو ۱۱ بجے جامع مسجد اجیبوڈی کے متصل وسیع ہال میں آئیں اور ایک کھلی مجلس میں گفتگو کریں۔

مرزاڑہ اجیبوڈی کے امام عبدالرحیم اَولُواُ نائیجیری تھے۔ عربی اور انگریزی جانتے تھے اور قادیانیوں میں ممتاز شخصیت رکھتے تھے، وہ اپنے ساتھ پانچ مبلّغین منیر احمد وغیرہ کو لے کر ہال میں آگئے۔ موضوع گفتگو مرزا غلام احمد کے عقائد اور ان کی زندگی قرار پایا۔ گفتگو انگریزی میں شروع ہوئی۔ مرزائیوں کو حق دیا گیا کہ ان کا ہر مبلّغ مناظرہ میں حصہ لے سکتا ہے۔ مسلمانوں کی طرف سے علامہ خالد محمود صاحب مناظر اور مولانا منظور احمد چنیوٹی ان کے معین ٹھہرے اور مناظرہ شروع ہو گیا۔ تین گھنٹے تک بحث جاری رہی۔ پھر مرزائیوں نے اسے اگلے دن پر ٹال کر مجلس کو ختم کر دیا۔ مرزائیوں کو معلوم تھا کہ اگلے دن علامہ خالد محمود صاحب کی اجیبوڈی مسلم کالج میں تقریر ہے۔ یہ تقریر طلبہ کی ملکی سطح کی سالانہ کانفرنس میں تھی۔ قادیانی اگلے دن کے مناظرہ کے لیے اسی وقت پر اصرار کر رہے تھے جو اس تقریر کا تھا۔ انہیں وقت بدلنے کے لیے کہا گیا۔ مگر وہ کسی طرح راضی نہ ہوئے۔ مولانا منظور احمد نے کہا کہ علامہ صاحب اپنی تقریر کے پروگرام

میں مصروف ہوں گے۔ تو مناظرہ وہ کریں گے اور پھر مناظرہ عربی میں ہوگا اور انگریزی اور مقامی زبان کے مترجمین ساتھ کھڑے کیے جائیں گے۔ مناظرہ طے ہو گیا اور موضوع مناظرہ مرزا غلام احمد کی زندگی قرار پایا۔ اگلے دن حُسنِ اتفاق سے علامہ خالد محمود صاحب کی کالج تقریر پچھلے پہر سے پہلے پہر تبدیل ہو گئی۔ یہ وقت آبادان کے ڈاکٹر پروفیسر اسماعیل کی تقریر کا تھا۔ وہ وقت پر نہ پہنچ سکے۔ تو علامہ خالد محمود صاحب نے اس وقت تقریر کر دی اور کالج پروگرام سے فارغ ہو گئے۔ پچھلے پہر ہال میں مناظرہ تھا۔ ہال وقت سے بہت پہلے کھچا کھچ بھر گیا۔ آبادان سے فضیلۃ الشیخ مرتضےٰ شیخ عبدالوہاب بھی بمعہ کتب تشریف لے آئے۔ مرزائیوں کی طرف سے ڈاکٹر بھٹہ، امام عبدالرحیم اُدلوا وغیرہ اور ان کے تمام مبلغین سٹیج پر آ گئے۔ مسلمانوں کی طرف سے علامہ خالد محمود مناظر مولانا منظور احمد معین مناظر شیخ عبدالوہاب مترجم تھے۔ جو مقامی زبان میں ترجمہ کرتے تھے۔ طے پایا کہ مناظرہ انگریزی زبان میں ہو۔ حاضرین میں سے اکثر انگریزی سمجھتے تھے اور باقیوں کے لیے مترجمین کا انتظام تھا۔ اس مناظرہ میں صدر ایک مقامی رئیس مسعود نائیجیری کو چُنا گیا۔ صدر صاحب بھی اپنے احباب کے ساتھ جو اس علاقہ میں انتظامی امور کی اہم شخصیت تھے۔ اسٹیج پر تشریف لے آئے۔ ان کے آنے سے گڑبڑ اور بد انتظامی کا کوئی اندیشہ نہ رہا۔ مناظرہ ڈھائی گھنٹے تک جاری رہا۔ اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو فتح عظیم عطا فرمائی۔ مرزائی بُری طرح شکست کھا گئے۔ ان کے تقسیم کردہ اشتہارات اور پمفلٹ جو انہوں نے مناظرہ سے پہلے وہاں تقسیم کیے تھے۔ لوگوں نے وہیں ہال میں پھاڑ دیے۔ مرزائیوں کے خلاف ان کا یہ مجلسی اظہار نفرت تھا۔ جب صدر نے اٹھ کر اعلان کیا کہ مرزائی مسلمانوں کے عائد کردہ اعتراضات کا جواب نہیں دے سکے، تو ہال اللہ اکبر کے نعروں سے گونج اٹھا اور پھر سارے لوگ ایک عظیم جلوس کی شکل میں شہر میں نکلے، سڑکوں اور رستوں پر دونوں طرف لوگ کھڑے اسلام اور ختمِ نبوّت کے حق میں نعرے لگا رہے تھے۔ جو عجیب سماں پیدا کر رہے تھے۔ احباب کا اصرار ہوا کہ دونوں دنوں کی گفتگو تحریر میں منضبط کر لی جائے۔ تاکہ دوسری جگہوں کے لوگ بھی اس مناظرہ کا نقشہ دیکھ

سکیں۔ سو پہلے ۱۲ اگست کی کاروائی پڑھیئے۔ اس کے بعد ۱۳ اگست کی روئیداد ملاحظہ کیجئے۔ غور سے پڑھنے والے مناظرہ میں خود موجود ہونے کی سی کیفیت محسوس کریں گے اور انشاءاللہ اس سے پوری طرح محظوظ ہوں گے۔ واللہ ھو الموفق ؏

مرتب: صلاح الدین بوصیری افریقی (انگلش) مولانا محمد رفیق عفا اللہ عنہ (ترجمہ اردو)

کارروائی ۱۲ اگست ۱۹۷۶ء بروز جمعرات ۱۱ بجے دوپہر

علامہ خالد محمود صاحب: الحمد للہ وسلام علی عبادہ الذین اصطفیٰ۔ اللہ خیر اما یشرکون ربنا افتح بیننا وبین قومنا بالحق وانت خیر الفاتحین

حضرات۔ جھوٹ بولنا ایسی بد اخلاقی ہے جو ہر مذہب وملت میں بری سمجھی جاتی ہے پھر جو جھوٹ خدا اور اس کے پیغمبر پر بولا جائے۔ وہ اور بھی گھناؤنا کردار ہے۔ ظاہر بات ہے کہ جھوٹ بولنے والا شخص خدا کا مقرب اور پیارا نہیں ہو سکتا۔ چہ جائیکہ مسیح موعود اور پیغمبر ہو۔ قادیانی مرزا غلام احمد کو مسیح موعود اور پیغمبر مانتے ہیں۔ حالانکہ مرزا صاحب کو جھوٹ بولنے کی عادت تھی۔ یہ میرے ہاتھ میں مرزا غلام احمد کی کتاب ازالہ اوہام ہے اس کے صفحہ نمبر ۱۴۲ پر ایک حدیث "کیف انتم اذا نزل فیکم ابن مریم" کے ساتھ حضور کے نام سے یہ لفظ بڑھاتے ہیں "بل ھو امامکم منکم" (ترجمہ) تمہارا کیا حال ہوگا۔ جب ابن مریم تم میں نازل ہوں گے، بلکہ وہی تم میں سے تمہارے امام ہوں گے۔

مرزا صاحب نے یہ الفاظ (بل ھو) کے اپنے طرف سے گھڑے اور حدیث رسول میں داخل کیے تاکہ وہ مسیح اور مہدی ایک ہی شخص کو قرار دے سکیں۔ پھر اس کا مصداق اپنے آپ کو ٹھہرائیں۔ مسلمانوں کے عقیدہ میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام جب آسمان سے نازل ہوں گے تو اس وقت مسلمانوں کے قائد امام مہدی ہوں گے۔ جو امت محمدیہ میں سے ہوں گے اور وہی نماز کی امامت کرائیں گے۔

اصل حدیث یہ تھی "کیف انتم اذا نزل فیکم ابن مریم فامامکم منکم (صحیح مسلم ص ۸۷ ج ۱)

"ثابت ہوا کہ مرزا نے جھوٹ بولا۔ اگر نہیں تو آپ حدیث کی کسی کتاب سے" بل ہو" کے الفاظ دکھائیں۔ ورنہ تسلیم کریں کہ جھوٹ بولنے والا صادق اور راست باز نہیں ہوسکتا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلّم پر جھوٹ بولنے والا جہنمی ہے۔ جیسا کہ آپ کا ارشاد ہے۔

"من كذب علی متعمدًا فليتبوّ مقعده من النار" (رواہ البخاری)

یہ حدیث آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے تواتر کے ساتھ منقول ہے۔ دیکھئے مقدمہ موضوعات کبیر

مرزائی امام :۔ مرزا صاحب نے یہ الفاظ تشریحاً کہے ہیں۔ یہ نہیں کہا کہ یہ حدیث کے الفاظ ہیں۔ یہ تشریح انہوں نے حدیث " لا مهدی الا عیسٰی[1] " سے لی ہے۔ اس سے پتہ چلا کہ مسیح اور مہدی ایک ہی شخص ہوگا۔

علامہ صاحب :۔ مرزا صاحب کی کتاب" ازالہ اوہام" اردو میں ہے اردو میں ہی مرزا صاحب اپنی بات سمجھا رہے ہیں۔ اردو عبارت میں ایک عربی عبارت پیش کرنا اسے حوالہ کے طور پر پیش کرنا ہے۔ مرزا صاحب نے اسے حدیث کے طور پر پیش کیا ہے اور کہا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلّم نے ان لفظوں میں یہ ارشاد فرمایا تھا

" یہ الفاظ مرزا صاحب نے اپنی طرف سے داخل کیے ہیں اور حدیث میں تحریف کی ہے اصل حدیث سے صاف عیاں ہے کہ مسیح اور مہدی علیحدہ علیحدہ دو شخص ہیں۔ دیکھئے مرزا قادیانی نے خود تسلیم کیا ہے کہ یہ علحدہ علحدہ شخصیتیں ہیں۔ مرزا غلام احمد قادیانی لکھتا ہے۔

" اس لیے ماننا پڑا کہ مسیح موعود اور مہدی اور دجال تینوں مشرق میں ہی ظاہر ہوں گے۔[2]

---

[1] مرزا غلام احمد لکھتا ہے" اما احادیث مجیئ المهدی فانت تعلم انها کلها ضعيفة مجروحة ويخالف بعضها بعضًا حتی جاء حديث فی ابن ماجه وغيره من الكتب انه لا مهدی الا عيسٰی فكيف يتكاء علی مثل هذه الاحاديث رحامة البشری ص۱۱

[2] تحفہ گولڑویہ ص۶

"لامہدی الاعیسیٰ" کسی معتبر حدیث سے ثابت نہیں۔ پھر موضوع بحث "بل ہو اماکم منکم" کے الفاظ ہیں کہ یہ حدیث مذکور میں موجود ہیں یا نہیں۔ یہ نہیں کہ یہ مضمون مرزا صاحب نے کہاں سے لیا۔ یہ سنن ابن ماجہ میں بھی نہیں تو مرزا صاحب نے انہیں اس حدیث میں کیوں داخل کیا۔ اس وقت یہ بحث نہیں کہ یہ دو شخصیتیں ہیں یا ایک؟ اپنے موضوع سے نہ ہٹیے۔

مرزائی امام: ہم مسلمان ہیں۔ کلمہ پڑھتے ہیں۔ نمازیں پڑھتے ہیں۔ اسلام کے پانچ ارکان کو تسلیم کرتے ہیں۔ پھر کیوں ہم مسلمان نہیں۔ اصولی بحث کیجئے۔ حدیث کے الفاظ پر بحث ایک جزئی بحث ہے۔ اسے چھوڑ دیجئے۔ ہمارے پاس اس وقت حدیث کی کتابیں نہیں

علامہ صاحب: ہم حدیث پر جزئی بحث نہیں کر رہے، بات یہ ہو رہی تھی کہ مرزا غلام احمد نے جھوٹ بولا ہے یا نہ؟ ہم نے اس کا جھوٹا ہونا ثابت کر دیا اور آپ اس پر کوئی حوالہ پیش نہیں کر سکے۔ آپ کا یہ دعویٰ کہ آپ کلمہ پڑھتے ہیں صحیح نہیں، اوّلاً تو یہ کہ آپ محمد رسول اللہ کے الفاظ سے مرزا صاحب کو مراد لیتے ہیں۔ لا الٰہ الا اللہ کلمہ توحید ہے اور مرزا صاحب اس کے بھی خلاف تھے۔ توحید کے داعی موت وحیات پر صرف خدا کی قدرت کے قائل ہیں، اور کن فیکون کی شان صرف خدا کی سمجھتے ہیں کہ کن کہے اور وہ چیز وجود پا جائے مگر مرزا صاحب کہتے ہیں۔ "اُعطیت صفۃ الافناء والاحیاء" [1]

مجھے مارنے اور زندہ کرنے کی طاقت دی گئی ہے۔ "اِنَّما اَمرُکَ اذا اَرَدتَ شیئًا ان تقول لہٗ کُنْ فَیَکُوْن" [2]

(ترجمہ) تیسرا امر یہ ہے کہ جب تو کسی چیز کا ارادہ کرے اور اس کے لیے کہے "ہو جا" پس وہ ہو جاتا ہے۔ بتاؤ توحید کہاں گئی؟ اسلامی عقیدہ ہے کہ خدا کا کوئی بیٹا نہیں اور نہ کوئی اس کے درجہ میں ہے۔ قرآن کریم میں ہے۔ "اَنّٰی یکون لہٗ ولدو لم تکن لہ صاحبۃ"

مگر مرزا صاحب کہتے ہیں کہ مجھے خدا نے کہا۔ "انت مِنّی بمنزلۃ ولدی" [3]

---

[1] خطبہ الہامیہ ص۵۵و۵۶ [2] تذکرہ ص ۵۲۵/۶۵۶ [3] حقیقۃ الوحی ص۸۶)

(ترجمہ) تو میرے لیے بیٹے کے درجہ میں ہے۔

مرزائی امام :۔ اُعْطِیْتُ صفة الاحیاء سے مراد یہ ہے کہ میں اپنے پیغام سے قوموں کو زندگی بخشنے والا ہوں۔ یہ احیاء مجازی معنوں میں ہے۔

علامہ صاحب :۔ بات کاٹتے ہوئے تو پھر صفۃ الافنا۔ (موت دینا) کے کیا معنیٰ ہوں گے کہ لوگ میری وجہ سے موت کی نیند سوئیں گے ؟ اتنا مبارک میرا وجود ہے۔ افنا۔ تو کروڑوں مسلمانوں پر وارد ہوا اور احیاء صرف چند لوگوں کا ہوا یہ احیاء کس طرح لائق فخر ہو سکتا ہے ؟

مرزائی امام :۔ آپ کلمہ پر بحث نہ کریں۔ مرزا صاحب شریعت محمدی کو پوری طرح تسلیم کرتے ہیں۔ اس پر ہی وہ عمل کرتے رہے۔ انہوں نے شریعت کا ایک شوشہ بھی نہیں بدلا۔ آپ تابع شریعت محمدی تھے اور غیر تشریعی نبی تھے۔ جو نبی تو ہو مگر بغیر کسی شریعت کے۔

علامہ صاحب :۔ آپ شریعت کا بار بار ذکر کر رہے ہیں۔ آپ کو کچھ پتہ بھی ہے، اچھا بتائیے نماز میں کسی سے کلام کرنے سے یا نماز میں اردو بولنے سے نماز ٹوٹتی ہے یا نہ ؟

مرزائی امام :۔ ہاں ٹوٹ جاتی ہے۔ نماز میں نہ کسی سے بات چیت کرنے کی اجازت ہے نہ نماز کی زبان کو ہم کسی دوسری زبان میں بدل سکتے ہیں۔

علامہ صاحب : یہ لیجئے مرزا صاحب کے لڑکے کی کتاب سیرت المہدی ہے یہ اس کا تیسرا حصہ ہے، اور صفحہ ۱۳۸ ہے، اس میں ہے۔ ایک دفعہ گرمیوں میں مسجد مبارک میں مغرب کی نماز پیر سراج الحق صاحب نے پڑھائی حضور علیہ السلام بھی اس نماز میں شامل تھے۔ تیسری رکعت میں رکوع کے بعد انہوں نے مشہور دعاؤں کیساتھ حضور کی ایک فارسی نظم پڑھی۔ اور خوب جھوم جھوم کر یہ نظم پڑھی۔

اے خدا اے چارۂ آزار ما　　اے علاج گریہ ہائے زار ما
اے تو مرہم بخش جان ریش ما　　اے تو دلدار دل غم کیش ما [1]

ڈیڑھ سو اشعار کی یہ نظم براہین احمدیہ صہ ۵۲۴ میں درج ہے۔ مغرب کی تیسری رکعت اس طویل نظم سے پورا شبینہ بن گئی۔

یہاں نہ تو امام کی نماز ٹوٹی نہ مرزا صاحب کی اور نہ ہی کسی مقتدی کی۔ کیا یہ شریعت میں تبدیلی ہوئی یا نہ ؟

مرزائی امام : یہ کوئی اتنی اہم بات نہیں آخر دعا ہی تو ہے چاہے کسی بھی زبان میں ہو اور یہ صرف ایک ہی دفعہ ہوا۔ ہمیں معلوم نہیں مرزا صاحب اس وقت کس حالت میں تھے۔ ممکن ہے ایسی کیفیت ہو کہ ہوش باقی نہ رہا ہو۔

علامہ صاحب : پیغمبر کبھی اپنے حواس نہیں کھوتا کہ اسے شریعت بگڑنے کا پتہ نہ چلے۔ امام باتیں کرتا رہے اور یہ پیغمبر اس کا مقتدی بنا پیچھے کھڑا رہے۔

مرزائی امام : اس بات کو چھوڑیے کیا مرزا صاحب نے زکوٰۃ میں کوئی تبدیلی کی ؟ یا روزوں کے بارے میں کوئی اسلامی ضابطہ بدلا، آپ نے شریعت میں کوئی تبدیلی نہیں کی آپ غیر تشریعی نبی تھے۔

علامہ صاحب : شریعت محمدی میں زکوٰۃ اڑھائی فی صد ہے۔ اس سے زیادہ نہیں، اس کے علاوہ صدقۃ الفطر واجب ہے، مگر مرزا صاحب کی شریعت میں ان دو کے علاوہ ایک ماہانہ چندہ بھی فرض ہے اور ہر مرزائی اپنے مرکز کو یہ تاوان ادا کرتا ہے۔ یہ پڑھیے :

" سو ہر شخص کو چاہیے کہ اس نئے نظام کے بعد نئے سرے سے عہد کرکے اپنی خاص تحریر سے اطلاع دے کہ وہ ایک فرض حتمی کے طور پر اس قدر چندہ ماہواری بھیج سکتا ہے ...... اگر تین ماہ تک کسی کا جواب نہیں آیا، تو سلسلہ بیعت سے اس کا نام کاٹ دیا جائے گا۔ [2]

---

[1] سیرت المہدی حصہ سوم صہ ۱۳۸　[2] نوح الہدیٰ صہ ۱

مرزائی امام: یہاں فرض کا لفظ ضروری کے معنی میں ہے۔ شرعی معنی میں نہیں شرعاً آپ صرف زکوٰۃ کو فرض سمجھتے تھے اور زکوٰۃ باقاعدہ ادا کرتے تھے۔

علامہ صاحب: پیغمبر کسی لفظ کو ایک معنیٰ میں استعمال کرے تو وہ معنیٰ شرعی ہو جاتے ہیں۔ مرزائیوں کے عقیدہ میں ماہانہ چندہ کی ادائیگی بھی شرعاً فرض ہے، کیونکہ ان کے عقیدے میں ایک پیغمبر نے اسے فرض کہا ہے۔ آپ نے جو یہ کہا ہے کہ آپ زکوٰۃ باقاعدہ دیتے تھے۔ غلط ہے۔ ڈاکٹر اسمٰعیل کا بیان ہے "کہ آپ نے کبھی زکوٰۃ نہیں دی"۔[1]

مرزائی امام: مرزا صاحب ایسے پیغمبر نہیں، جس کے کہنے سے کوئی چیز فرض ہو جائے، آپ نے روزوں کے بارے میں کوئی تبدیلی نہیں کی۔ ہم بھی رمضان کے روزے ہی رکھتے ہیں۔

علامہ صاحب: کوئی شخص بیمار ہو، روزے نہ رکھ سکے تو شریعت محمدی کی رو سے اسے تندرست ہونے پر اتنے دن روزوں کی قضاء دینی لازم ہوگی۔ وہ ان روزوں کا فدیہ نہ دے سکے گا۔ ہاں بیماری سے شفایاب نہ ہونے کا خطرہ ہو یا شیخ فانی ہو کہ صحت کی امید نہ رہی ہو تو ایسی حالت میں وہ روزوں کا فدیہ دے۔ اب مرزا صاحب کی شریعت کی بھی سن لیجئے۔

"آپ نے اس سال سارے رمضان کے روزے نہیں رکھے، اور فدیہ ادا کر دیا۔ دوسرا رمضان آیا . . . . . باقی چھوڑ دیے اور فدیہ ادا کر دیا۔ اس کے بعد جو رمضان آیا۔ روزے ترک کرنے پڑے . . . . . خاکسار نے دریافت کیا کہ آپ نے ابتداء دوروں کے زمانہ میں روزے چھوڑ دیے تو کیا پھر بعد میں ان کو قضا کیا۔ والدہ صاحبہ نے فرمایا کہ نہیں"۔[2]

مرزائی امام: ہم احمدی رمضان میں روزے رکھتے ہیں اور ہمارے روزے کی ابتداء اور انتہاء اسی طرح ہوتی ہے۔

---

[1] سیرت المہدی حصہ سوم ص ۱۱۹

[2] سیرت المہدی حصہ اوّل ص ۴۵، ۴۴

علامہ صاحب : مرزا بشیر الدین نے ایک جمعرات میں سات روزے رکھے تھے آپ بتائیں ان روزوں کی ابتداء وانتہا کس وقت سے تھی اور کب تک تھی۔ یہ ہمارے روزوں کی طرح کیسے تھی پھر یہ بھی ثابت ہے کہ مرزا صاحب رمضان شریف میں صبح کی اذان کے وقت بھی کھاتے رہتے تھے۔"[1]

مرزائی امام : کیا طلوع فجر کے وقت کھانا ناجائز ہے؟ یہ اعتراضات فروعی ہیں اصولی بحث کیجیے۔ ہم احمدیوں نے دنیا کے ہر حصے میں تبلیغ اسلام کے مشن قائم کیے۔ عیسائیوں اور آریوں کے خلاف کتابیں لکھیں۔ مسلمان فرقہ بندی میں پڑے رہے اور خدا تعالیٰ نے اسلامی مشن کا کام احمدیوں سے لیا۔ آپ بتائیں کون سا عالم دین یہاں افریقہ آیا یا یورپ گیا۔ یہ ہم ہی تھے

علامہ صاحب : مسلمان دنیا کے ہر حصہ میں اسلام کا کام کر رہے ہیں۔ میں خود کئی سالوں سے برطانیہ میں تبلیغ اسلام کر رہا ہوں۔ خدا کے فضل سے کئی غیر مسلم میرے ہاتھ پر مسلمان ہوئے ہیں، وہاں جمعیت علماء برطانیہ کا بانی ہوں۔ جس میں ڈھائی سو سے زائد علماء شامل ہیں۔ سعودی عرب اور مصر کے مبعوث اس وقت تقریباً ہر ملک میں تبلیغ کے لیے موجود ہیں۔ اکابرین اسلام جیسے حکیم الاسلام حضرت مولانا قاری محمد طیب، مفکر اسلام مولانا ابو الحسن علی ندوی، محدث کبیر مولانا محمد یوسف بنوری مرحوم، شیخ المشائخ مولانا اسعد مدنی، حکیم الامت مولانا مسیح اللہ خان مناظر اسلام مولانا لال حسین اختر مرحوم یورپ اور افریقہ کے کامیاب دورے کر چکے ہیں اور تبلیغی جماعت میں ہزاروں مسلمان اسلام کا پیغام لے کر دنیا کے ہر گوشہ میں پہنچ رہے ہیں۔

مرزائی امام : عیسائیوں کے خلاف ہم نے لٹریچر لکھا ہے۔ حضرت مسیح موعود نے براہین احمدیہ لکھی۔ جس سے بڑھ کر کوئی کتاب حقانیت اسلام پر اب تک نہیں لکھی گئی۔ یہ کتاب پانچ ضخیم حصوں میں لکھی گئی ہے۔

علامہ صاحب : حضرت مولانا رحمت اللہ کیرانوی صاحب اظہار حق، حضرت مولانا ابوالمنصور

---

[1] سیرت المہدی حصہ اول ص ۱۳

صاحب نوید جاوید۔ مولانا محمد قاسم نانوتوی بانی دارالعلوم دیوبند، مولانا ابو محمد عبدالحق صاحب تفسیر حقانی، مولانا ثناء اللہ امرتسری، مولانا ابراہیم سیالکوٹی، مولانا محمد ادریس کاندھلوی نے عیسائیوں اور آریوں کے خلاف وہ جامع لٹریچر ہمیں دیا ہے کہ مرزا غلام احمد کی کل کتابیں ان حضرات کی ایک کتاب کی برابری نہیں کرسکتیں۔ پھر مرزا صاحب کی کتابوں میں عیسائیوں کے دلائل پر اتنی بحث نہیں جتنی اپنے الہامات کی بحث ہے۔

مرزائی امام: احمدیوں کی تنظیم بہت مضبوط ہے۔ ہم ایک مضبوط مرکز کے ماتحت ہیں مسلمانوں کی کوئی تنظیم نہیں۔ سب انتشار کا شکار ہیں۔ مسلمانوں میں اس وقت اگر کوئی الٰہی سلسلہ ہوتا، تو یقیناً ایک مضبوط تنظیم قائم کر لیتے۔

علامہ صاحب: خود کاشتہ پودے قطاروں میں ہوتے ہیں۔ مگر قدرتی پودے متفرق اُگتے ہیں۔ اقلیت اپنی بقا کے لیے تنظیم کے لیے مجبور ہوتی ہے۔ مسلمانوں کے حق پر ہونے کا یہ خدائی نشان ہے کہ بغیر کسی مضبوط تنظیم کے شجر اسلام اب تک پوری قوت سے لہرا رہا ہے۔ مرزائیوں کی تنظیم ایک دن نہ رہے۔ اگلے دن اس کا جینا دوبھر ہو جائے۔ آپ ان جزئیات پر وقت ضائع نہ کریں کسی موضوع پر جم کر بات کریں۔

مرزائی امام: ہم نے جم کر بات کی کہ مرزا صاحب نے شریعت محمدی میں تبدیلی نہیں کی، بلکہ آپ نے شریعت محمدی کی پوری پوری تابعداری کی ہے اور اسی سے نبوت کا مرتبہ پایا۔ یہ نبوت حضرت مسیح موعود نے حضور پاک کی تابعداری سے پائی ہے، بلکہ آپ کا آنا حضورؐ کا آنا ہی ہے۔

علامہ صاحب: ہم نے ابھی کئی حوالے پیش کیے ہیں کہ مرزا صاحب نے ایمانیات نماز زکوٰۃ، روزہ، حج وغیرہ شریعت کے تمام ارکان میں تبدیلی کی ہے۔ پھر آپ وہی بات کیے جا رہے ہیں۔

مرزائی امام: مرزا صاحب کے تشریف لانے سے ایمان میں کیا تبدیلی ہوئی۔ آپ کے

پاس اس پر کیا دلیل ہے۔ ہمارے عقیدے میں ایمان کا معیار اب بھی وہی ہے جو آج سے چودہ سو سال پہلے تھا۔ ایمان اور کفر کی حدود میں کوئی تبدیلی نہیں ہوئی۔

علامہ صاحب: کیا توحید اور رسالت کے موضوع پر مرزا غلام احمد کے غلط عقائد آپ کے سامنے نہیں آتے۔ لیجئے ایمانیات کے بارے میں اور سنیئے۔ مرزا غلام احمد کے آنے سے پہلے حیات مسیح علیہ السلام کے قائل گناہ گار نہ تھے، لیکن ان کے آنے کے بعد اگر کوئی شخص حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی حیات عنصری کا عقیدہ رکھتا ہے، تو وہ مشرک ہے گناہ گار ہے۔ لائق بخش نہیں، یہ تبدیلی مرزا صاحب کے آنے سے ہوئی اور اس مسئلے کا حکم بدل گیا، کیا یہ شریعت میں تبدیلی نہیں؟

مرزائی امام: حیات مسیح کا عقیدہ پہلے بھی غلط تھا اور اب بھی غلط ہے۔ یہ غلط ہے کہ پہلے اس عقیدے کے لوگ گناہ گار نہیں تھے اور اب وہ حکم شریعت میں گناہ گار ہیں۔ شریعت میں تبدیلی کبھی نہیں ہو سکتی، نہ یہ ہمارا عقیدہ ہے۔ یہ ہم پر بہتان ہے نماز، روزہ، حج ہمارے نزدیک بھی ویسے ہی ہیں۔ جس طرح عام مسلمانوں کے ہاں۔

علامہ صاحب: لیجئے یہ میرے پاس غلام احمد کی کتاب حقیقت الوحی ہے۔ اس کے ساتھ الاستفتاء ملحق ہے۔ مرزا صاحب اس میں صفحہ نمبر ۴۲ پر صاف اور صریح لکھتے ہیں۔

ان الذین خلوا من قبلی لا اثم علیھم وھم مبرّؤن ل

(ترجمہ) بے شک وہ لوگ جو مجھ سے پہلے گزر چکے۔ (حیات مسیح کے عقیدے میں) ان پر کوئی گناہ نہیں اور وہ بری ہیں۔"

۲۔ پھر مرزا صاحب نے یہ بھی لکھا ہے۔ مسیح موعود کے ظہور سے پہلے اگر اس وقت ہم میں سے کسی نے یہ خیال بھی کیا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام دوبارہ دنیا میں آئیں گے تو اس پر کوئی گناہ نہیں، صرف اجتہادی خطا ہے جو اسرائیلی نبیوں سے بھی ہوتی رہی۔ ۲

ل الاستفتاء حقیقت الوحی ص۴۲ ۲ ایضاً ص۳۱

۳۔ ہماری یہ غرض ہرگز نہیں کہ مسیح علیہ السلام کی وفات حیات پر جھگڑے اور مباحثے کرتے پھرو۔ یہ ایک ادنیٰ سی بات ہے۔ [۱]

۴۔ کل میں نے سنا تھا کہ ایک شخص نے کہا کہ اس فرقہ میں اور دوسرے لوگوں میں سوائے اس کے اور کچھ فرق نہیں کہ یہ لوگ وفات مسیح کے قائل ہیں اور وہ لوگ وفات مسیح کے قائل نہیں۔ باقی سب عملی حالت مثلاً نماز روزہ اور حج وہی ہے سو سمجھنا چاہیے کہ یہ بات صحیح نہیں کہ میرا دنیا میں آنا صرف حیات مسیح کی غلطی کو دور کرنے کے واسطے ہے اگر مسلمانوں کے درمیان صرف ایک غلطی ہوتی تو اتنے کے واسطے ضرورت نہ تھی کہ ایک شخص مبعوث کیا جاتا اور ایک جماعت الگ بنائی جاتی اور ایک بڑا شور برپا کیا جاتا۔ یہ غلطی دراصل آج نہیں پڑی، بلکہ میں جانتا ہوں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے تھوڑے ہی عرصہ بعد یہ غلطی پھیل گئی تھی اور کئی خواص اولیاء اور اہل اللہ کا یہی خیال تھا۔ اگر یہ کوئی ایسا اہم امر ہوتا تو خدا تعالیٰ اسی زمانہ میں اس کا ازالہ کر دیتا۔" [۲]

۵۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ اور بعض صحابہؓ کا خیال تھا کہ عیسیٰ علیہ السلام آسمان پر زندہ موجود ہیں۔ [۳]

ان حوالہ جات سے واضح ہے کہ مرزا صاحب کی آمد سے پہلے حیات مسیح کا اعتقاد ہرگز ہرگز گناہ نہ تھا اور یہ کوئی ایسا مسئلہ نہ تھا کہ اسے کوئی اہمیت دی جاتی لیکن مرزا صاحب کی آمد کے بعد یہ اعتقاد شرعاً گناہ قرار پایا۔ یہ بڑی واضح تبدیلی شریعت ہے۔

قادیانی شریعت میں اب حیات مسیح علیہ السلام کے قائل مشرک ہیں۔ مرزا صاحب کی کتاب حقیقت الوحی کے ملحقہ الاستفتاء صفحہ ۳۹ میں ہے۔ وَمِن سوء الادب ان یقال ان عیسیٰ ما مات وَانِ ھو الا شرک عظیمہ یأکل الحسنات۔ [۴]

(ترجمہ) اور یہ بڑی بات ہے کہ کہا جائے کہ عیسیٰ علیہ السلام فوت نہیں ہوئے۔ یہ تو ایسا

---

[۱] ملفوظات احمدیہ جلد ۲، صفحہ ۲۷ [۲] احمدی اور غیر احمدی میں کیا فرق ہے صفحہ ۲
[۳] اعجاز احمدی صفحہ ۱۸ [۴] حقیقۃ الوحی صفحہ ۳۹

شرک عظیم ہے جو تمام نیکیوں کو کھا جاتا ہے۔

مرزائی امام: حیات و وفات مسیح کا مسئلہ بے شک بہت اہم ہے۔ اس کے سوا ہم کسی اور بات میں تبدیلی نہیں مانتے، ہمیں کافر قرار دینا ہم پر ظلم ہے، پاکستان میں احمدیوں کے ساتھ ظلم کیا گیا، مگر ہم نے مسلمانوں کے ساتھ کوئی برائی نہیں کی۔ ہم برائی کا بدلہ برائی نہیں کرتے، بلکہ تبلیغ کرتے ہیں۔

علامہ صاحب: یہ بھی شریعتِ محمدی میں تبدیلی ہے۔ قرآن کریم میں ہے۔ جزاء سیئة سیئة مثلها۔ "برائی کا بدلہ مثل اسی کے برائی ہے"[1]۔

مگر مرزا قادیانی لکھتا ہے۔ "جو بدی کا بدی سے مقابلہ کرتا ہے، وہ ہم میں سے نہیں"[2]۔

قرآن کریم تو بدی کے بدلہ بدی کی اجازت دے، مگر مرزا صاحب منع کریں۔ کیا یہ تبدیلی شریعت نہیں ؟

مرزائی امام: برائی کے بدلے برائی جائز تو ہے، مگر بہتر یہ ہے کہ معاف کر دیا جائے۔

علامہ صاحب: مگر مرزا صاحب تو اسے ناجائز بتلاتے ہیں۔ "جو ایسا کرے وہ ہم میں سے نہیں"۔ مرزا صاحب تو ایسے شخص کو اپنے مذہب سے نکالتے ہیں، تو یہ جائز کیسے رہا۔ یہ اس اصول کی صریح تردید ہے کہ "برائی کے بدلے برائی" ہو سکتی ہے۔

مرزائی امام: ہم مسلمان ہیں قرآن کو مانتے ہیں۔ صحابہ کرام کو مانتے ہیں۔ نمازیں پڑھتے ہیں روزے رکھتے ہیں۔

علامہ صاحب: صحابہ کرام کو وہی لوگ مان سکتے ہیں جو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو آخری نبی مانتے ہوں۔ ان کے عقیدے میں جب اور نبی پیدا نہ ہوگا، تو صرف حضور کے ساتھی ہی ان کے عقیدے میں صحابی ہوں گے، مگر جن کے ہاں اور نبی پیدا ہوں تو ان کے ہاں ان کے صحابہ بھی اور ہوں گے۔ پھر یہ نہیں ہو سکے گا کہ وہ خاتم النبیین کے صحابہ کو صحابی مانتے ہوں۔ کیا

---

[1] پ ۲۵ الشوریٰ ع ۴ [2] اشتہار چندہ منارۃ المسیح ۲۸ فروری ۱۹۰۰ء۔

یہ عقیدے میں تبدیلی نہیں، قرآن کریم کی رو سے صرف حضور کی ازواج ہی امہات المومنین ہیں، مگر قادیانی مرزا صاحب کی بیوی کو بھی ام المومنین مانتے ہیں۔

مرزائی امام: ہم حضور پیغمبر عربی کے صحابہ کو ہی صحابی مانتے ہیں۔ یہ شرف اور کسی کو حاصل نہیں۔ یہ ہم پر بہتان ہے کہ ہم حضرت مسیح موعود کے ساتھیوں کو صحابی کہتے ہیں۔ پھر یہ صحابی بھی ہوں تو حضور کے صحابی تو نہ ہوتے۔ مرزا صاحب کے صحابی شمار ہوں گے۔

علامہ صاحب: مگر مرزا غلام احمد تو لکھتا ہے۔ مَن دخل فی جماعتی دخل فی صحابۃ خیر المرسلین۔[1]

(ترجمہ) جو شخص میری جماعت میں داخل ہوا۔ وہ بہترین پیغمبر کے صحابہ میں شمار ہو گیا۔ یہاں تو اپنے ساتھیوں کی بھی تخصیص نہیں، بلکہ جو بھی قادیانی ہو گیا۔ خواہ وہ کسی وقت بھی ہو، وہ ان کے نزدیک حضورؐ کے صحابہ میں شامل ہو گیا۔

مرزائی امام: مرزا صاحب کے صحابہ حضور پیغمبر عربی کے صحابہ کے ظل ہیں۔ انہوں نے جو مرتبہ پایا۔ پیغمبر عربی کے صحابہ کی تابعداری میں پایا تھا۔ اس لیے وہ بھی صحابی ہو گئے، تو اس میں کیا حرج ہے۔ شریعت کو انہوں نے نہیں بدلا۔

علامہ صاحب: یہ غلط ہے حضور علیہ الصلوٰۃ والسّلام کے صحابہ نے تلوار کا جہاد بھی کیا ہے اور وہ اسے عبادت سمجھتے تھے، مگر مرزا غلام احمد اور اس کے ساتھی تلوار کے جہاد کو حرام سمجھتے ہیں۔ یہ صحابہ کے تابعدار کیسے بن سکتے ہیں۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسّلام تو یہ فرمائیں کہ جہاد قیامت تک جاری ہے۔ اور مرزا صاحب کہیں "آج سے انسانی جہاد جو تلوار سے کیا جاتا تھا خدا کے حکم سے بند کیا گیا۔ سو ...... سو اب میرے ظہور کے بعد تلوار کا کوئی جہاد نہیں۔[2]

۲: اِنَّ الحرب حُرِّمَتْ عَلَیَّ " (ترجمہ) بے شک جنگ مجھ پر حرام کی گئی۔[3]

---

[1] خطبہ الہامیہ ص۱۷۱ [2] اشتہار چندہ بینارۃ المسیح ص۷ [3] خطبہ الہامیہ ص۳۵

ان عبارتوں سے معلوم ہوا کہ جس جہاد کے بند ہونے کا مرزا صاحب نے اعلان کیا وہ مرزا صاحب سے پہلے جاری و ساری تھا۔ مرزا صاحب کے ظہور کے بعد وہ حرام قرار پایا کیا یہ تبدیلی شریعت نہیں ؟ کیا یہ صرف ان جنگوں کا خاتمہ ہے۔ جو پہلے ظلم تھیں۔ ظلم تو کبھی اور کسی وقت میں بھی جائز نہیں رہا۔ یہاں اسی جہاد کو ختم قرار دیا ہے جو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اور خلفاء راشدین کے زمانہ میں جائز اور روا تھا، بلکہ بعض صورتوں میں واجب تھا۔

مرزائی امام : ہم حضرت مرزا صاحب کو اس لیے مانتے ہیں کہ وہ امن کے حامی تھے لڑائی کے نہیں، لڑائیوں میں کیا رکھا ہے۔ اس زمانہ میں جہاد کی ضرورت ہی کیا ہے۔

علامہ صاحب : اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں حضور خاتم النبیین کو حکم دیتے ہیں کہ وہ مومنوں کو جہاد کی ترغیب دلائیں "حرض المومنین علی القتال" :

(ترجمہ) آپ مومنوں کو جہاد کی ترغیب دیں"۔ اور یہ حکم قیامت تک باقی ہے کہ شرائط پائے جانے پر تلوار اور رائفل کے ساتھ بھی جہاد کیا جاسکتا ہے۔

مرزائی امام : صرف قلم کا جہاد درست ہے اور یہی اسلام کی تعلیم ہے اور یہ اب بھی باقی ہے۔

علامہ صاحب : جو آیت میں نے پیش کی ہے۔ اس میں قتال کا لفظ ہے جس کے معنیٰ جنگ اور لڑائی کے ہیں۔ قرآن کریم یہاں جہاد بالسیف کی تعلیم دے رہا ہے۔ مرزا غلام احمد انگریزوں کو خوش کرنے کے لیے تلوار کے جہاد کو حرام کہتا رہا اور مسلمانوں کو مغالطہ دینے کے لیے قلمی جہاد کا سہارا لیتا رہا۔

مرزائی امام : انگریز ہندوستان میں حکمران تھے اور قرآن اولی الامر (حکمرانوں) کی تابعداری کا حکم دیتا ہے پس اہلِ ہند پر مع حضرت مسیح موعود کے انگریزوں کی اطاعت فرض تھی۔

علامہ صاحب : قرآن کریم اولی الامر منکم (ترجمہ) اور وہ حکمران جو تم میں سے ہوں کی اطاعت ضروری قرار دیتا ہے۔ نہ کہ صرف اولی الامر کی۔ قرآن کریم میں منکم (تم میں سے) کا

لفظ صریح طور پر موجود ہے۔

مرزائی امام: آپ موقع دیں کہ ہم مزید تیاری کر کے کل آپ سے مناظرہ کریں۔ آپ لوگوں نے ہمیں تیاری کرنے کا موقع نہیں دیا۔ ایک دن بھی ہمیں مل جاتے تو ہم آپ کو منہ توڑ جواب دے سکتے ہیں۔ باقی مناظرہ کل پچھلے پہر رکھ لیں۔

علامہ صاحب: ہم کل بھی مناظرہ کے لیے حاضر ہیں، لیکن پھر ظہر سے قبل کا وقت رکھ لیں، کیونکہ پچھلے پہر میں مصروف ہوں۔

(مرزائی پچھلے پہر کا وقت بدلنے پر اصرار کے باوجود آمادہ نہ ہوئے۔ مجبوراً مرزائیوں کا تجویز کردہ وقت منظور کر لیا گیا، لیکن طے پایا کہ بصورت مصروفیت علامہ صاحب مناظرہ مولانا منظور احمد کریں گے اور مناظرہ عربی میں ہوگا جس کا ساتھ ترجمہ کیا جائے گا۔ موضوع مناظرہ مرزا غلام احمد کی سیرت قرار پایا اور اس پر مجلس برخاست ہو گئی۔

مناظرہ ۱۳ اگست ۱۹۷۶ء بروز جمعہ ۵ بجے شام

موضوع: مرزا غلام احمد کی سیرت۔

صدر اجتماع: الحاج مسعود نائیجیری۔

اسٹیج پر اہلِ اسلام کی طرف سے

۱۔ پروفیسر ڈاکٹر علامہ خالد محمود۔

۲۔ مولانا منظور احمد چنیوٹی۔

۳۔ شیخ مرتضیٰ عبدالسلام نائیجیری۔

۴۔ شیخ عبدالوہاب نائیجیری۔

۵۔ فضیلۃ الشیخ امانت اللہ مبعوث سعودی۔

سٹیج پر قادیانیوں کی طرف سے۔

۱۔ امام مرزا ڈہ عبدالرحیم اُدلوا
۲۔ ڈاکٹر عبدالرحمٰن بھٹہ
۳۔ شکیل احمد
۴۔ منیر احمد نائیجیری۔ اور ان کے چار دیگر معاونین

قادیانی مناظر شکیل احمد: آئیے پہلے موضوع مناظرہ طے کر لیں۔ پہلی گفتگو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات پر ہونی چاہیے۔ حضرت مسیح زندہ ہوں تو حضرت مرزا صاحب ہرگز مسیح موعود نہیں اور اگر ہم ثابت کر دیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام مر چکے ہیں، تو پھر حضرت مرزا صاحب یقیناً مسیح موعود ہیں، کیونکہ اور کسی نے مسیح موعود ہونے کا دعویٰ نہیں کیا۔

علامہ صاحب: موضوع مناظرہ کل سے طے ہے اور وہ ہے مرزا غلام احمد کی سیرت آج مناظرہ اسی موضوع پر ہوگا۔ آپ کے امام عبدالرحیم اُدلوا سے کل یہ موضوع طے ہو گیا تھا۔ قادیانی جماعت یہ لکھ دے کہ وہ مرزا صاحب کی سیرت پر مناظرہ کرنے سے عاجز ہیں اور اپنی شکست کا اقرار کرتے ہیں، تو ہم وفات مسیح پر بھی جوابی کارروائی کے لیے تیار ہیں۔

قادیانی امام عبدالرحیم اُدلوا: یہ صحیح ہے کہ آج کا موضوع مناظرہ کل سے طے ہے اور وہ ہے حضرت مرزا صاحب کا صدق وکذب ہم آپ کے سامنے مرزا صاحب کی صداقت کے دلائل پیش کریں گے۔ آپ میں ہمت ہے، تو ان دلائل کو توڑیں۔ اب ہم اس بحث کا آغاز کرتے ہیں۔

علامہ خالد محمود صاحب: ایسا نہیں آج مناظرہ میں ہم مدعی ہوں گے اور آپ مدعیٰ علیہ ہم مرزا صاحب کی زندگی پر اعتراضات پیش کریں گے اور آپ ہمارے اعتراضات کا جواب دیں گے۔ آپ مرزا صاحب کے پیرو ہیں اور آپ کا فرض ہے کہ اپنے نبی کی صفائی پیش کریں

قادیانی مناظر شکیل احمد: نہیں مرزا صاحب کی صداقت کے مدعی ہم ہیں۔ ہم اپنا

دعوے مع دلائل پیش کریں گے۔ آپ ان دلائل کا ضعف بیان کر کے ہمارے دعویٰ کو توڑیں اس موضوع پر آپ مدعی نہیں ہو سکتے۔

علامہ صاحب: مرزا غلام احمد کی سیرت کا موضوع ہمارا پیش کردہ ہے۔ قادیانی وفات مسیح کا موضوع پیش کر رہے تھے۔ ہر فریق اپنی اپنی خواہش کے موضوع پر مدعی ہوتا ہے۔ اگر یہ موضوع آپ تجویز کرتے تو آپ اس میں مدعی ہوتے۔ یہ موضوع ہم نے پیش کیا ہے اس لیے ہم اس میں مدعی ہوں گے۔ وفات مسیح اگر موضوع ہوتا تو بے شک آپ مدعی ہوتے یہ ایک اصولی بات ہے۔

امام عبدالرحیم اولوا: آپ کا مطالبہ ہمیں منظور ہے۔ آپ حضرت مسیح موعود کی سیرت پر اعتراضات پیش کریں۔ ہم جواب دیں گے۔ ہر فریق کا وقت پانچ پانچ منٹ ہو گا۔ مقامی زبان میں ترجمے کا وقت اس میں شمار نہ ہو گا۔ وقت کی پابندی صدر کروائیں گے۔

علامہ صاحب: الحمد للہ وسلام علی عبادہ الذین اصطفیٰ ءَ اللہ خیر اما یشرکون اما بعد فاعوذ باللہ من الشیطن الرجیم بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ انما الخمر والمیسر والانصاب والازلام رجس من عمل الشیطن فاجتنبوہ لعلکم تفلحون[1]

حضرات: قرآن کریم کی رو سے شراب ناپاک، پلید اور عمل شیطان ہے۔ اس سے بچنا ضروری ہے۔ یہ ام الخبائث ہے اور خبیثوں کی خوراک ہے۔ ظاہر ہے کہ خبیث مجدد و مسیح اور ہادی و مہدی نہیں ہو سکتا۔ شراب پینے والا شخص شرافت انسانی سے محروم ہے۔ وہ ایک شریف انسان بھی نہیں ٹھہرتا۔ چہ جائیکہ کوئی قوم اسے پیغمبر تسلیم کرے۔ اب میں دلیل پیش کرتا ہوں کہ مرزا غلام احمد نے شراب پی۔ اے قادیانیو! آپ اس شخص کو جو ام الخبائث کا دلدادہ ہو، مذہبی پیشوا بنا کر فلاح نہیں پا سکتے۔ یہ میرے ہاتھ میں اخبار الفضل قادیان ہے یہ ۱۵ر جون ۱۹۳۵ء کا پرچہ ہے۔ اس میں مسٹر جی ڈی کھوسلہ سیشن جج گورداسپور (مشرقی پنجاب)

---

[1] سورۃ مائدہ ع ۱۲

کا فیصلہ عدالت درج ہے۔ موصوف نے یہ فیصلہ امیر شریعت مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ کی اپیل پر دیا تھا اور حضرت شاہ صاحب کو تابرخواست عدالت قید کی سزا دی تھی۔ اس میں جج موصوف کا فیصلہ مرزا غلام احمد کے کیریکٹر کے بارے میں یہ ہے۔"

مرزا ایک ٹانک استعمال کیا کرتا تھا جس کا نام پلومر کی ٹانک وائن (طاقت دینے والی شراب) تھا۔ اور ایک موقع پر اپنے ایک دوست کو لکھا کہ وہ لاہور سے خرید کر اسے بھیج دے۔ دوسرے ایک دو خطوط میں یاقوتی کا ذکر ہے[1]"

حضرات! یہ عدالت کا فیصلہ ہے اور اس عدالت کا فیصلہ ہے جو مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاری کے خلاف فیصلہ دے رہی ہے اور پھر یہ فیصلہ قادیانیوں کے خود اپنے پرچہ میں درج ہے۔ اب آپ ہی فیصلہ کریں کہ شراب جوام الخبائث ہے۔ تمام بدکاریوں کی جڑ ہے۔ مردانہ طاقت بڑھانے کا شوق اور شیطان کا ناپاک عمل ہے۔ اس کے پینے والا ایک شریف انسان کیسے ہو سکتا ہے۔ چہ جائیکہ وہ مجدد یا مہدی ہو سکے۔ اس کے کسی آسمانی دعویٰ پر غور نہیں کیا جا سکتا۔ ایسے تمام دعوے ایک شرابی کی بڑ کے سوا کچھ نہیں۔

قادیانی مناظر شکیل احمد: بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم وعلی عبدہ المسیح الموعود امابعد حاضرین ڈاکٹر خالد محمود نے ہمارے اخبار الفضل کا حوالہ پیش کیا ہے۔ اس میں صرف شراب خریدنے کا ذکر ہے پینے کا نہیں۔ حضرت مرزا صاحب نے لاہور اپنے دوست کو شراب خریدنے کا لکھا تھا۔ اس میں یہ نہیں لکھا تھا کہ میں اسے پیئوں گا۔ ممکن ہے وہ اسے اپنے کسی اور دوست کے لیے منگاتے ہوں۔ آپ طاقت کے لیے صرف یاقوتی استعمال کرتے تھے۔ بہرحال اس میں شراب پینے کا کوئی ثبوت نہیں، اور جج کا یہ فقرہ کہ مرزا ایک ٹانک استعمال کرتا تھا۔ اس کا اپنا اندازہ ہے حضرت مرزا صاحب کا اپنا اقرار کہ وہ شراب استعمال کرتے تھے۔ اس میں کہیں موجود نہیں

---

[1] اخبار الفضل قادیان ۵ ارجون ۱۹۳۵ء

میں ڈاکٹر خالد محمود سے مطالبہ کرتا ہوں کہ وہ اس کا ثبوت پیش کریں کہ مرزا صاحب خود شراب استعمال کرتے تھے۔ اس کا ثبوت آپ کبھی پیش نہیں کر سکیں گے۔ حضرت مسیح موعود کے خلاف لوگ بے بنیاد الزامات لگاتے رہے، لیکن ان میں سے کوئی الزام ثابت نہیں کر سکے۔

علامہ خالد محمود صاحب: نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم ونعوذ باللہ من فتنہ المسیح الدجال۔ اما بعد حضرات قادیانیوں نے دعویٰ کیا ہے کہ اخبار الفضل کے حوالہ میں مرزا صاحب کا خط شراب خریدنے کے بارے میں ہے۔ یہ نہیں کہ مرزا صاحب شراب خود استعمال کرتے تھے۔ میں کہتا ہوں یہ عدالت کا فیصلہ ہے اور اس میں صرف شراب خریدنے کا ذکر نہیں، اس کے استعمال کرنے کا بھی ذکر ہے۔

" مرزا ایک ٹانک استعمال کیا کرتا تھا۔ جس کا نام پلومر کی ٹانک وائن تھا"۔

اور جج کا یہ فیصلہ خود اس کی اختراع نہیں، مرزا غلام احمد کے لڑکے مرزا بشیر الدین محمود نے جج کے سامنے اس بات کا اعتراف کیا تھا کہ اس کا باپ مرزا غلام احمد شراب استعمال کرتا تھا۔

قادیانی مناظر ڈاکٹر بھٹہ: حاضرین! یہ بالکل غلط ہے۔ اخبار الفضل کے حوالے میں کہیں نہیں کہ حضرت مرزا صاحب نے یا حضرت خلیفۃ المسیح نے یہ اقرار کیا ہے کہ حضرت مسیح موعود شرابی تھے۔ مسیح موعود خدا کا بھیجا ہوتا ہے۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ مسیح موعود شراب پیتے تا تحریک کے مسلمانوں کو دھوکہ دینے کے لیے یہ لوگ غلط حوالہ پیش کر رہے ہیں تاکہ احمدیوں کو اور ربانی سلسلہ کو بدنام کیا جائے۔ آپ سب حضرات نے ڈاکٹر خالد محمود کا پیش کردہ حوالہ الفضل سنا ہے۔ اس میں کہیں نہیں کہ حضرت مرزا صاحب نے شراب استعمال کرنے کا کہیں خود اقرار کیا ہو۔ الفضل کا حوالہ پھر پڑھیں۔

علامہ صاحب: حضرات مسلمین اور قادیانی دوستو! اخبار الفضل قادیان کا اب

پورا حوالہ سن لو تاکہ تمہیں پھر حسرت نہ رہے۔ اس میں مرزا غلام احمد کے کیریکٹر کے بارے میں عدالت کا فیصلہ یہ لکھا ہے۔

مرزا ایک ٹانک وائن (TONIC WINE) استعمال کرتا تھا جس کا نام پلومر کی ٹانک وائن تھا اور ایک موقع پر اس نے اپنے ایک دوست کو لکھا کہ وہ لاہور سے خرید کر اسے بھیج دے۔ دوسرے ایک دو خطوط میں یاقوتی کا ذکر ہے۔ موجودہ مرزا (بشیر الدین) نے خود اعتراف کیا ہے کہ اس کے باپ نے پلومر کی ٹانک وائن ایک دفعہ استعمال کی تھی اور وہ ایک ایسا انسان تھا جسے رنگین مزاج کہہ سکتے ہیں۔

الفضل قادیان دارالامان ۱۵ ارجون ۱۹۳۵ء صہ کالم ۳

کیا اس میں واضح نہیں کہ مرزا غلام احمد کے لڑکے نے خود عدالت میں اعتراف کیا کہ اس کا باپ پلومر کی ٹانک وائن شراب مردانہ طاقت کے لیے استعمال کرتا تھا۔ کیا ایسا رنگین مزاج شخص جو ہر وقت مردانہ طاقت بڑھانے کی ہی سوچتا رہے اور اس کے اس کے لیے خفیہ خطوط پکڑے جائیں۔ کیا ایسا شرابی کسی طبقے کا مذہبی پیشوا بننے کے لائق ہے اس کیریکٹر کا آدمی تو شریف انسان کہلانے کا بھی مستحق نہیں۔

قادیانی مناظر ڈاکٹر بھٹہ: حاضرین! ڈاکٹر محمود صاحب نے اخبار الفضل کی اردو عبارت کا انگریزی ترجمہ غلط کیا ہے۔ انہوں نے اپنی بات ثابت کرنے کے لیے ترجمہ بگاڑا ہے۔ صحیح ترجمہ یہ ہے کہ حضرت خلیفہ المسیح مرزا بشیر الدین محمود نے اعتراف کیا تھا کہ اس کے باپ نے پلومر کی شراب منگانے کے لیے خط میں ٹانک وائن کا لفظ استعمال کیا تھا۔ اس میں یہ ہرگز نہیں کہ حضرت مسیح موعود خود شراب استعمال کرتے تھے۔ یہ علماء احمدیوں کو بدنام کرنے کے لیے من گھڑت باتیں کرتے ہیں اور غلط حوالے پیش کرتے ہیں۔

علامہ صاحب: حضرات! میں صاحب صدر مسعود نابجیری کی اجازت سے آپ سے درخواست کرتا ہوں کہ آپ میں سے کوئی تعلیم یافتہ شخص جو اردو اور انگریزی

دونوں زبانیں جانتا ہو اور اس نے کبھی کسی مذہبی بحث میں حصہ نہ لیا ہو اسٹیج پر آجائے میں الفضل کا یہ پرچہ اسے دیتا ہوں، وہ اسے اردو میں پڑھے اور ساتھ ساتھ انگریزی میں ترجمہ کرے۔ آپ سب حضرات اسے سنیں گے۔ پھر اس کا انگریزی سے مقامی زبان میں ساتھ ساتھ ترجمہ ہو، اس سے خود پتہ چل جائے گا کہ میں نے اس کا ترجمہ صحیح کیا ہے یا غلط کیا ہے۔

صدر مناظرہ مسعود نائیجیری : ہاں میں اجازت دیتا ہوں کوئی شخص جو یہ دونوں زبانیں جانتا ہو اور پاکستانی نہ ہو سٹیج پر آجائے۔

راتنے میں حیدر آباد (انڈیا) کے ایک پروفیسر جو وہاں کسی کالج میں استاد تھے۔ اسٹیج پر آئے، نام پوچھنے سے پتہ چلا کہ انہیں فصاحت کہتے ہیں۔ ڈاکٹر خالد محمود صاحب نے پرچہ الفضل ان کے ہاتھ میں دیا اور انہوں نے صدر کی اجازت سے اسے پڑھنا شروع کیا۔ علامہ صاحب ان کے برابر کھڑے تھے۔ ڈاکٹر بھٹہ نے سوال اٹھایا کہ ڈاکٹر خالد محمود اس کے پاس کھڑے نہ ہوں۔ ذرا فاصلہ پر رہیں، تاکہ فصاحت کو کچھ سکھا نہ سکیں۔

صدر صاحب نے ان کے مطالبہ کو مان لیا اور ڈاکٹر خالد محمود صاحب سے گزارش کی وہ کرسی پر تشریف رکھیں۔ علامہ صاحب بیٹھ گئے، اور جناب فصاحت صاحب نے اخبار الفضل کا حوالہ اردو میں پڑھنا شروع کیا۔ آپ ساتھ ساتھ انگریزی ترجمہ کرتے جاتے تھے۔ جب ترجمہ وہی ہوا جو ڈاکٹر علامہ خالد محمود صاحب کر رہے تھے تو سارا ہال اسلام کی سچائی سے گونج اٹھا ختم نبوت کے حق میں نعرے لگنے شروع ہوئے اور قادیانی مناظرین کے رنگ اڑ گئے۔ زمین جگہ نہ دیتی تھی کہ کہیں چھپ سکیں۔ فصاحت صاحب نے ترجمہ بتلایا کہ

" مرزا بشیر الدین محمود نے خود اعتراف کیا کہ اس کے باپ نے پلومر کی ٹانک وائن استعمال کی تھی، اور ایسا انسان تھا جسے رنگین مزاج کہہ سکتے ہیں"۔ فصاحت صاحب اس کے بعد اپنی جگہ چلے گئے پانچ منٹ کے خوفناک سناٹے کے بعد ایک قادیانی مناظر اٹھا۔

منیر احمد قادیانی : شراب پی تو ایک ہی دفعہ پی، ایک دفعہ پینے سے کیا ہو جاتا ہے۔ ایک دفعہ پینے سے کیریکٹر خراب نہیں ہو جاتا کبھی کبھار پینے سے کیا ہوتا ہے ؟

علامہ صاحب : گو ایک دفعہ شراب پینا کچھ کم حرکت نہیں اور شریعت میں ایک دفعہ شراب پینے سے بھی انسان مستوجب سزا ہوتا ہے، لیکن اس حوالہ میں عدالت کا لفظ تنظر بھی کچھ کم اہمیت نہیں رکھتا کہ مرزا غلام احمد ایک ایسا انسان تھا۔ جیسے رنگین مزاج کہہ سکتے ہیں۔ شراب پینے سے جو رنگین مزاج بنا ہو، کیا اس نے ایک ہی دفعہ شراب پی ہو گی ؟ جسے یہ پتہ ہو کہ شراب کی کون کون سی قسمیں ہیں اور اس قسم کی شراب کہاں سے ملتی ہے اور کہاں سے نہیں۔ کیا وہ عادی شرابی نہ ہوگا اور پھر یہ بھی سوچیں شراب کی جو بوتل لاہور سے بھیجی گئی ہو گی۔ کیا اس میں ایک ہی خوراک ہو گی ؟ یا مرزا غلام احمد ایک دفعہ پی کر باقی بوتل ضائع کر دیتا ہو گا۔ آخر کچھ تو غور کرو اور شرابی کو اپنا مذہبی پیشوا ماننے والو۔ کچھ تو سوچو، غور کرو اور اپنی آخرت کو خراب نہ کرو۔

منیر احمد : کبھی کبھار شراب پینے سے آدمی شرابی نہیں ہوتا۔ حضرت مسیح موعود شراب مردانہ طاقت بڑھانے کے لیے نہیں پیتے تھے۔ ممکن ہے کوئی بیماری ہو۔ جو مردانہ طاقت بڑھانے کے لیے شراب پیتے ہیں۔ وہ کئی بدکاریوں کے مرتکب بھی ہوتے ہیں، مگر حضرت مسیح موعود کی سیرت بہت پاکیزہ تھی۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ آپ عادی شرابی ہرگز نہ تھے۔ صرف ایک دفعہ پی تھی، ایک دفعہ پینے سے کچھ نہیں ہوتا۔

علامہ صاحب : مرزا غلام احمد جو شراب پیتا تھا۔ اس کا نام ہی ٹانک وائن تھا۔ ٹانک TONIC طاقت دینے والی چیز کو کہتے ہیں۔ کیا اس سے واضح نہیں کہ مرزا کا مقصد شراب پینے سے طاقت آزمانا ہوتا تھا۔ پھر جب کہ یاقوتی کا ذکر بھی ساتھ ہوا اور مزاج بھی رنگین (SEXUAL) ہو، جیسا کہ عدالت کے فیصلہ میں مرقوم ہے تو پھر اس کے رنگین کردار میں کیا شبہ باقی رہ جاتا ہے۔ یہ سوال کہ اس قسم کے لوگ پھر کئی بدکاریوں میں مبتلا

ہوتے ہیں اور شادیاں بھی کئی کرتے ہیں، تو اس کا جواب یہ ہے کہ مرزا غلام احمد کی زندگی اس قسم کے حالات سے مبرا نہ تھی۔" محمدی بیگم کا انہیں کتنا انتظار رہا اور کتنا شوق رہا۔ دیکھئے آئینہ کمالات اسلام اور دیگر کتب مرزا

ایک لاہوری مرزائی نے ایک خط میں مرزا غلام احمد کے بارے میں صاف لکھ دیا تھا۔ ہمیں مسیح موعود علیہ السلام پر اعتراض نہیں، کیونکہ وہ کبھی کبھی زنا کیا کرتے تھے۔ ہمیں اعتراض موجودہ خلیفہ (بشیر الدین محمود) پر ہے، کیونکہ وہ ہر وقت زنا کرتا رہتا تھا۔"[1]

ڈاکٹر بھٹہ: یہ غلط مبحث ہے اس وقت محترمہ محمدی بیگم رضی اللہ عنہ کا نکاح زیر بحث نہیں، یہ نکاح جنت میں ہو چکا ہے۔ آپ صرف شراب پینے کے موضوع پر بات کریں۔ الفضل میں صرف ایک دفعہ شراب پینے کا ذکر ہے اس سے آدمی رنگین مزاج نہیں بن جاتا رنگین مزاج شراب پیتے ہیں، تو اِدھر اُدھر بھی جاتے ہیں۔ بدکاری کے اڈوں کا رُخ کرتے ہیں۔ ان پر روپیہ برباد کرتے ہیں۔ حضرت مسیح موعود کی زندگی ان تمام باتوں سے پاک تھی۔ آپ نے کبھی کوئی شرمناک حرکت نہیں کی۔ اس سے ثابت ہوتا ہے۔ آپ شرابی نہ تھے۔ خدا کے بھیجے ہوتے تھے۔

علامہ صاحب: آپ خواہ مخواہ انکار کر رہے ہیں۔ یہ حقیقت ہے کہ مرزا غلام احمد ایک رنگین مزاج آدمی تھا۔ عدالت کا فیصلہ غلط نہیں ہے۔ سات سو روپیہ کیا ایک ہی دفعہ شراب پینے میں لگ گئے تھے؟ اِدھر اُدھر گھومنا کیا صرف شراب پینے کے لیے تھا۔ شراب تو مرزا صاحب خطوط کے ذریعہ بھی منگوا لیتے تھے۔ مرزا امام الدین کا مرزا غلام احمد کو اِدھر اُدھر شرمناک کاموں کے لیے پھرنا کیا امر واقع نہیں؟ اور کیا یہ انہی حرکات کا نتیجہ نہیں کہ مرزا امام دین[2] مرزا صاحب کے آسمانی دعووں کا بہت شدت سے منکر رہا۔

---

[1] الفضل قادیان ۳۱ اگست ۱۹۳۸ء [2] سیرت المہدی حصہ سوم ص ۱۴۷

اور کیا یہ صحیح نہیں کہ مرزا غلام کی تحریروں میں کنجریوں کا ذکر عام ملتا ہے دیکھئے آئینہ کمالات اسلام صہ ۵۴۸ ۔ نور الحق حصہ اول صہ ۱۲۶ ۔ انجام آتھم صہ ۱۰۸ ۲ ضمیمہ انجام آتھم صہ ۷ خطبہ الہامیہ صہ ۴۹ ۔ تریاق القلوب صہ ۱۳۱ ۔ شحنہ حق صہ ۶۰ ۔ فریاد درد صہ ۸۷ ۔ ان بیانات میں بازاری عورتوں کا عام ذکر ہے اور بعض جگہ پر مرزا صاحب نے ذاتی تجربہ کے تحت کنجریوں کا ذکر کیا ہے ۔ مرزا غلام احمد لکھتا ہے ؛

بعض طوائف یعنی کنجریاں بھی جو سخت ناپاک فرقہ دنیا میں ہیں سچی خوابیں دیکھ لیا کرتی ہیں ۔ ... اور اس راقم کو اس بات کا تجربہ ہے کہ اکثر پلید طبع اور سخت گندے اور ناپاک اور بے شرم و خدا سے نہ ڈرنے والے اور حرام کھانے والے فاسق بھی سچی خوابیں دیکھ لیتے ہیں " ۱

اس سے ثابت ہوتا ہے کہ مرزا غلام احمد کو کنجریوں کے ہاں آنے جانے کا تجربہ تھا مرزا غلام احمد اپنے سب مخالفوں کو کنجریوں کی اولاد لکھتا ہے ۲ یہ کوئی ہوش کی بات ہے ؟

اس سے پتہ چلتا ہے کہ اسے شراب پینے کی عام عادت تھی ۔ شراب ام الخبائث ہے جو آدمی اس میں مبتلا ہو ، پھر وہ دوسری برائیوں سے نہیں بچ سکتا ۔

ڈاکٹر بھٹہ : دبات کاٹتے ہوتے ، یہ سات سو روپے کی کیا بات ہے ؟ اس کی وضاحت کریں ، پھر اس پر اعتراض کریں ، مرزا صاحب مسیح موعود تھے ۔ ایسے ویسے نہ تھے

علامہ صاحب : مرزا غلام احمد کی بیوی (مرزا بشیر احمد کی ماں) بیان کرتی ہے ۔ ایک دفعہ اپنی جوانی کے زمانہ میں حضرت مسیح موعود (اپنے والد کی) پنشن وصول کرنے گئے ، تو پیچھے پیچھے مرزا امام الدین بھی چلا گیا ۔ جب آپ نے پنشن وصول کر لی تو وہ آپ کو پھسلا کر اور دھوکہ دے کر بجائے قادیان لانے کے " باہر " لے گیا ، اور ادھر ادھر پھراتا رہا ۔ ... حضرت مسیح موعود اس شرم سے واپس گھر نہیں آئے " ۳

---

۱ تحفہ گولڑویہ صہ ۷۷ ۲ آئینہ کمالات اسلام ۳ سیرت المہدی حصہ اول صہ ۴۳)

باہر جانا ایک اصطلاح ہے جو آوارہ آدمی اپنے گھر پہ قناعت نہیں کرتے، وہ اِدھر اُدھر جاتے ہیں. کوئی نوجوان بدکاری کا عادی ہو تو کہتے ہیں" فلاں شخص باہر جاتا ہے

بعض قادیانی جواب دیتے ہیں کہ یہ سات سو روپے کنجریوں کے ہاں آنے جانے میں نہیں لگے تھے، بلکہ مرزا صاحب نے عدالت کو جرمانے میں ادا کیے تھے. سات سو روپیہ جرمانہ آپ کو مولانا کرم الدین بھیں ضلع جہلم کے دائر کردہ کیس میں ہوا تھا. مرزا صاحب نے یہ روپے وہاں دیے تھے. اِدھر اُدھر صرف نہیں کیے.

یہ جواب غلط ہے. مولانا کرم الدینؒ کے کیس میں مرزا امام دین کا ذکر کہیں نہیں ملتا. مگر پنشن کے کیس میں مرزا امام دین آپ کو اِدھر اُدھر پھراتا رہا. یہ رقم شرمناک کاموں کے سوا اور کہیں صرف نہیں ہوئی، ہاں یہ ہو سکتا ہے کہ مرزا غلام احمد سوروں کے شکار کے لیے اِدھر اُدھر گھومتے رہے ہوں تاکہ ان پر یہ پیش گوئی پوری ہو سکے یہ لوگ حیران ہو کر کہیں گے یہ کیسا مسیح ہے کہ لوگوں کی ہدایت کے لیے آیا ہے اور باہر سوروں کا شکار کھیلتا پھرتا ہے. [۲]

بات کے شروع میں مرزا صاحب کی جوانی کا ذکر ہے. جوانی کا ذکر کر کے اِدھر اُدھر گھومنا کیا معنیٰ رکھتا ہے؟ اگر یہ کوئی شرمناک حرکات نہ تھیں تو اس کے آخر میں مرزا صاحب کو شرم آنے کا بیان کیوں ہے. معلوم ہوا کہ واقعی ان سے شرمناک کام ہوئے تھے، پھر یہ واقعہ ایسا ہے کہ اسے صرف مرزا غلام احمد کی بیوی ہی بیان کرتی ہے. ظاہر ہے کہ عورتیں اپنے خاوندوں کی اس قسم کی حرکات کا بہت احساس رکھتی ہیں.

قادیانی مناظر شکیل احمد: حضرت مسیح موعود پر یہ بہتان ہے کہ وہ آوارہ عورتوں میں گھومتے تھے. اِدھر اُدھر گھومنا کوئی شرمناک کاموں کے لیے نہ تھا. ہو سکتا ہے وہاں تبلیغ کے لیے جاتے ہوں. آپ مسیح موعود تھے. یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ مسیح موعود ایسے

---

[۱] دیکھیے سیرت المہدی حصہ سوم ص۲۹۶ [۲] سیرت المہدی حصہ سوم ص ۲۹۲

کام کرے، آپ کی تو نظر بھی غیر محرم پر نہ پڑتی تھی۔ آپکے عیاشی کرنے اور اس پر روپیہ خرچ کرنے کا تو وہم بھی نہیں ہو سکتا۔

علامہ صاحب: آپ کو تو وہم بھی نہیں ہو سکتا، مگر ہمارے سامنے اس کے شواہد موجود ہیں۔ مرزا غلام احمد پردے کے پیچھے بیٹھ کر لڑکیوں کو جھانکتا تھا اور دوسروں کو بھی دکھاتا تھا۔ لڑکیوں کے چہرے اور نقش ونگار زیر بحث آتے اور یہ لڑکیاں خود اس نے اپنے ہاں رکھی ہوئی تھیں۔ یہ میرے ہاتھ میں سیرت المہدی حصہ اوّل ہے اس میں لکھا ہے۔

" حضرت صاحب نے ان سے کہا کہ ہمارے گھر میں دو لڑکیاں رہتی ہیں۔ ان کو میں لاتا ہوں۔ آپ ان کو دیکھ لیں ..... حضرت صاحب گئے اور ان دو لڑکیوں کو بلا کر کمرے کے باہر کھڑا کر دیا اور پھر اندر آ کر کہا کہ وہ باہر کھڑی ہیں۔ آپ چک کے اندر سے دیکھ لیں .... پھر پوچھنے لگے تمہیں کون سی لڑکی پسند ہے[1]۔

مرزا غلام احمد کی یہ عادت اس کے لڑکے بشیرالدین محمود میں بھی تھی۔ مرزا محمود ۱۹۳۳ء میں جب یورپ گئے، تو آپ نے یورپین سوسائٹی کی نیم عریاں عورتوں کو دیکھنے کی خواہش ظاہر کی، چودھری ظفر اللہ خان صاحب اس کے لیے انہیں ایک سینما میں لے گئے مرزا بشیرالدین محمود نے ۷ ،جنوری ۱۹۳۴ء کے خطبہ جمعہ میں اقرار کیا۔

" جب میں ولایت گیا تو مجھے خصوصیت سے خیال تھا کہ یورپین سوسائٹی کا عیب والا حصہ دیکھوں، مگر قیام انگلستان کے دوران مجھے اس کا موقع نہ ملا۔ واپسی پر جب ہم فرانس آئے تو میں نے چودھری ظفر اللہ خان صاحب سے جو میرے ساتھ تھے کہا کہ مجھے کوئی ایسی جگہ دکھائیں۔ جہاں یورپین سوسائٹی عریانی سے نظر آ سکے، وہ بھی فرانس سے واقف تو نہ تھے، مگر مجھے ایک اوپیرا میں لے گئے، اوپیرا سینما کو کہتے ہیں .... میں نے

---

[1] سیرت المہدی جلد اول صہ ۲۵۹

جو دیکھا تو ایسا معلوم ہوا کہ سینکڑوں عورتیں بیٹھی ہیں۔ میں نے چودھری صاحب سے کہا کیا یہ ننگی ہیں؟[1]

منیر احمد قادیانی: یہ باتیں موضوع کے خلاف ہیں۔ ہم دعویٰ سے کہتے ہیں کہ حضرت مسیح موعود نے صرف ایک دفعہ شراب پی ہے۔ ایک دفعہ پینے سے آدمی شرابی نہیں ہو جاتا۔ حضرت مسیح موعود خدا کے بھیجے ہوتے تھے۔ خدا کا بھیجا ہوا جوان لڑکیوں میں کتنا ہی کیوں نہ پھرے، وہ کسی شرمناک حرکت میں نہیں پڑتا۔ گھر میں یہ لڑکیاں دینی تعلیم کے لیے رکھی ہوں گی۔ بدکاری کے لیے ہرگز نہ تھیں۔ آپ شرابی ہرگز نہ تھے صرف ایک دفعہ پینے سے کچھ نہیں ہوتا۔

علامہ صاحب: گھر میں لڑکیاں دینی تعلیم کے لیے نہیں تھیں۔ عائشہ نامی ایک لڑکی ۱۵ برس کی عمر میں مرزا غلام احمد کے پاس قادیان آئی تھی۔ اس کی وفات پر اس کی یہ بات پرلیس میں آئی "حضور کو مرحومہ کی خدمت حضور کے پاؤں دبانے کی بہت پسند تھی"۔ الفضل ۲۰ مارچ ۱۹۲۸ء اس سے پتہ چلتا ہے کہ نوجوان لڑکیاں دینی تعلیم کے لیے نہ رکھی تھیں۔ جسمانی راحت کے لیے تھیں۔ مرزا صاحب نے عائشہ کی شادی غلام محمد سے کی تھی اور کہا تھا "یہ شرط کی جائے کہ غلام محمد اسی جگہ (قادیان) میں رہے"۔[2]

مرزا صاحب کو ٹانگیں دبوانے کی عام عادت تھی۔ مرزا بشیر احمد لکھتا ہے۔

"مسمات بھانو تھی۔ وہ ایک رات جب کہ خوب سردی پڑ رہی تھی، حضور کو دبانے بیٹھی، چونکہ وہ لحاف کے اوپر سے دبا رہی تھی۔ اسے یہ پتہ نہ چلا کہ جس چیز کو میں دبا رہی ہوں، وہ حضور کی ٹانگیں نہیں ہیں"۔[3]

"ایک زمانہ میں حضرت مسیح موعود کے وقت میں میں (رسول بی بی) اور اہلیہ بابو شاہ دین رات کو پہرہ دیتی تھیں، اور حضرت صاحب نے فرمایا ہوا تھا۔ اگر میں سونے میں کوئی

---

1. الفضل ۲۸ جنوری ۱۹۳۴ء 2. الفضل ۲۰ مارچ ۱۹۲۸ء
3. سیرت المہدی حصہ سوم صہ ۲۱۰

بات کروں تو مجھے جگا دینا۔ ایک دن کا واقعہ ہے کہ میں نے ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ آپ کو جگا دیا اُس وقت رات کے بارہ بجے تھے ۔ [1]

ڈاکٹر عبدالستار صاحب کی لڑکی زینب بیان کرتی ہے "میں تین ماہ کے قریب حضرت کی خدمت میں رہی ہوں۔ گرمیوں میں پنکھا وغیرہ اور اسی طرح کی خدمت کرتی تھی ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ دو دفعہ ایسا موقعہ آیا کہ عشاء کی نماز سے صبح کی اذان تک ساری رات خدمت کرنے کا موقعہ ملا۔ پھر بھی اس حالت میں مجھ کو نہ بلیند نہ غنودگی اور نہ تھکان محسوس ہوئی، بلکہ خوشی اور سرور پیدا ہوتا تھا ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ حضور نے فرمایا کہ زینب اس قدر خدمت کرتی ہے کہ ہمیں اس سے شرمندہ ہونا پڑتا ہے ، اور آپ کئی دفعہ اپنا تبرک مجھے دیا کرتے تھے ۔ [2]

اس قسم کی روایات سے مرزا غلام احمد کا عام اختلاط غیر محرم عورتوں سے ظاہر ہے یہ انگریزی تہذیب کے اثرات ہیں۔ ہم مرزا صاحب کو اس آزادی کی تلخی انہی کے الفاظ میں سمجھانا چاہتے ہیں "ایک نوجوان عورت سے ایک نامحرم طالب کی کبھی دشگنی مناسب نہیں سمجھی گئی۔ مگر کیا قرآن شریف یورپ کے ان اخلاق سے اتفاق رائے کرتا ہے؟ کیا وہ ایسے لوگوں کا نام دیوث نہیں رکھتا؟" [3]

یہ بھی قرآن کریم پر ایک جھوٹ ہے۔ قرآن کریم میں دیوث کا لفظ کہیں موجود نہیں

مرزا غلام احمد پر شرابی ہونے کا رنگ ہر وقت غالب تھا۔ شراب سے ہوش اڑے

---

[1] سیرت المہدی حصہ سوم صد ۲۱۳ [2] سیرت المہدی حصہ سوم صد ۲۷۳

اس کے ساتھ ساتھ مرزا صاحب کی یہ عادت بھی محفوظ رکھیں "حضرت مسیح موعود بہت بامذاق طبیعت رکھتے تھے اور بعض اوقات تو از خود ابتدائً مزاح کے طور پر کلام فرماتے تھے ۔ سیرت المہدی حصہ دوم صد ۳۵۔ یہ ابتداء غالباً سوتے ہوئے فرماتے ہوں گے اور پہرہ دینے والی عورتیں پہنچ جاتی ہونگی۔

[3] ازالہ اوہام جلد اول صد ۱۴۱

رہتے تھے۔ مرزا غلام احمد کا بچپن سے یہ حال تھا کہ ٹوٹی سے منہ لگے اور دنیا ومافیہا کو بھول جاتے، باپ انگریزوں کے زیرِ سایہ جاگیردار تھا۔ ان اخراجات کا تحمل اس کے لیے کوئی مشکل نہ تھا۔ بچپن میں مرزا غلام احمد اس طرح ہوش کھوتے رہتا کہ اس سے کوئی کچھ کر جائے، اسے کچھ پتہ نہ رہتا۔ یہ یہی سمجھتا کہ میرے بدن کے ساتھ صف بندھی ہوئی ہے

امام عبدالرحیم اُدلوا: یہ سب باتیں غلط ہیں۔ آپ حضرت مسیح موعود کو گالیاں دے رہے ہیں۔ یہ نہیں ہو سکتا کہ ایک شخص جو خدا کا بھیجا ہوا ہو۔ اس کی زندگی ایسی ہو۔ ایک دفعہ شراب پینے سے کچھ نہیں ہوتا۔ اس کے سوا حضرت مسیح موعود کی زندگی بہت پاک تھی۔

علامہ صاحب: پنجاب میں ایک محاورہ ہے۔ شرارتی آدمی کو ٹوٹی کہتے ہیں۔ کبھی شیطان کی ٹوٹی بھی کہہ دیتے ہیں۔ جس شراب پینے والے کے ہوش نہ رہیں۔ تو اسے ٹوٹی میں چھپا کہا جاتا ہے کہ پی کر ہوش کھو دیے، ورنہ عملاً کوئی آدمی ٹوٹی میں چھپ نہیں سکتا مکھی اور مچھر تو ٹوٹی میں چھپ سکتے ہیں۔ انسان نہیں کسی آدمی کا ٹوٹی میں چھپنا محاورہ کے طور پر ہے کہ ٹوٹی سے منہ لگا کر پی گیا اور سب دنیا کو بھول گیا۔ گویا یہ شخص ٹوٹی میں جا چھپا ہے۔ اب آیئے مرزا غلام احمد ٹوٹی میں چھپتا تھا یا نہیں؟ مرزا غلام احمد کے بارے اس کے باپ کی شہادت لیجئے۔ وہ اپنے بیٹے کی عادت کو یوں بیان کرتا ہے۔

" سقاوہ کی ٹوٹی میں تلاش کرو۔ اگر وہاں بھی نہ ملے، تو مایوس ہو کر واپس مت آجانا مسجد کے اندر چلے جانا اور وہاں کسی گوشہ میں تلاش کرنا، اگر وہاں بھی نہ ملے، تو پھر بھی ناامید ہو کر لوٹ مت آنا کسی صف میں دیکھنا کہ کوئی اس کو لپیٹ کر کھڑا کر گیا ہو گا۔ (اسے اس طرح کھڑا کرنے کی ضرورت کیوں محسوس ہوتی ہو گی۔ یہ سوچنے کی بات ہے) ..... کوئی اسے صف میں لپیٹ دے تو وہ آگے حرکت بھی نہیں کرے گا۔"[1]

---

[1] مسیح موعود کے مختصر حالات ملحقہ براہین احمدیہ ص ۶۷

قادیانی شکیل احمد: یہ بچپن کا واقعہ ہے۔ بچپن میں مرزا صاحب ابھی مامور من اللہ نہ تھے۔ ماموریت کے دعویٰ کے بعد اور خدا سے وحی پانے کے بعد آپ سے زیادہ بیدار اور ہوشیار کوئی نہ تھا۔ آپ کبھی بیہوش نہ ہوتے جیسے شراب کا اثر کہا جاتے۔ آپ نے صرف ایک دفعہ شراب پی زیادہ نہیں۔

علامہ صاحب: اگر مرزا غلام احمد عام طور پر نشہ میں نہ رہتا تھا تو پھر ایسا کیوں ہوتا تھا کہ جوتا پہننے میں دائیں بائیں کا پتہ نہ چلے۔" سیرت المہدی حصہ اول صے ۶۷

بٹن لگانے میں اوپر نیچے کا ہوش نہ رہے"۔ سیرت المہدی حصہ دوم صے ۱۲۶

اور جیب میں گڑ اور استنجے کے ڈھیلے اکٹھے پڑے رہیں۔" ¹

قادیانی شکیل احمد: حضرت مسیح موعود پر استغراق کی یہ حالت صرف بعض دنیوی امور کے بارے میں تھی۔ دین کے بارے میں آپ سب سے زیادہ ہوشیار اور بیدار تھے آپ نے وہ کام کیے کہ عام آدمی کی پہنچ سے بہت بالا تھے اور ان میں خدائی نشان ظاہر تھے۔

علامہ صاحب: مرزا صاحب نے پھر قرآن کریم کی آیتوں کو کیوں بدلا؟ کیا یہ بیہوشی دین میں نہیں؟ مرزا صاحب نے ایک آیت میں یوں ترمیم کی ہے²۔ عسی ربکم ان یرحم علیکم وان عدتم عدنا وجعلنا جھنم للکافرین حصیرا" پ۱۵ بنی اسرائیل

قرآن کریم میں یہ خط کشیدہ لفظ علیکم نہیں ہے۔ یہ مرزا صاحب نے بڑھایا ہے، تاکہ قرآن پنجابی محاورے کے مطابق ہو جائے۔ یہ تحریر نشہ کی حالت میں نہیں تو کیا تحریف کی ہے۔ جو پہلو اختیار کر دیں ہمیں بتا دو اور پھر اس طرح کی ترمیم ایک آیت میں نہیں، کئی آیات میں ملتی ہے۔

قرآن کریم سورۃ حج میں ہے۔ وما ارسلنا من قبلك من رسول ولا نبی الا اذا تمنی القی الشیطان فی امنیتہ" (ع ۷ آیت ۵۳)

---

¹ مسیح موعود کے مختصر حالات ملحقہ براہین احمدیہ صے ۶۷
² براہین احمدیہ حصہ چہارم صے ۵۰۵

مگر مرزا غلام احمد نے اس میں سے من قبلک اور الا کے الفاظ اڑا دیئے ہیں[1]

پھر اسی سورۃ حج میں ہے۔ یرد الی ارذل العمر لکیلا یعلم من بعد علم شیئا

ع۱۔ آیت ۶

مرزا غلام احمد نے یہاں سے لفظ من اڑا دیا ہے۔[2]

سورۃ توبہ میں ہے۔ انہ من یحادد اللہ ورسولہ فان لہ نار جھنم خالدا فیھا۔

ع۸ آیت ۶۳

غلام احمد نے اسے یوں کر دیا ہے انہ من یحادد اللہ ورسولہ یدخلہ نارا خالدا فیھا۔ الفاظ فان لہ نار جھنم کو یدخلہ نارا کے الفاظ سے بدل دیا ہے۔[3]

پھر اسی سورۃ توبہ کی آیت وجاھدوا فی سبیل اللہ ع۳ آیت ۲۰

کو بھی مرزا غلام احمد نے یجاھدوا فی سبیل اللہ کر دیا ہے۔[4]

قادیانی لوگ بڑے فخر سے مرزا غلام احمد کو سلطان القلم کہتے ہیں۔ قلم کی سلطنت آپ نے دیکھ لی۔ قرآن کریم تو ہر مسلم گھرانے میں موجود ہوتا ہے۔ سو یہاں مرزا کی دیانت و امانت بآسانی دیکھی جا سکتی ہے۔ یہاں دیانت کا یہ حال ہے تو دوسری کتابوں کے حوالوں میں جن تک ہر شخص کی رسائی نہیں ہوتی، یہ سلطان القلم کیا گل کھلاتے ہوں گے۔ ذرا آگے چلئے!

سورۃ بقرہ میں ہے۔ ھل ینظرون الا ان یاتیھم اللہ فی ظلل من الغمام[5]

ع۲۵ آیت ۲۱۱

غلام احمد نے اسے بدل کر یوم یاتی ربک فی ظلل من الغمام کر دیا۔ استغفر اللہ۔

---

[1] ازالہ اوہام تقطیع خورد ص ۶۲۹ کلاں ص ۲۵۷ کیا یہ کھلی تحریف نہیں۔

[2] ازالہ اوہام خورد ص ۶۰۸ کلاں ص ۲۵۰ [3] حقیقۃ الوحی ص ۱۳۰

[4] جنگ مقدس ص ۱۹۴ [5] حقیقۃ الوحی ص ۱۵۴

سورۃ حجر میں ہے۔ ولقد اتیناک سبعًا من المثانی ع ۶ آیت ۸۸

مگر مرزا غلام احمد نے اسے بدل کر انا اتیناک سبعًا من المثانی کر دیا ہے۔[1]

سورہ حم سجدہ میں ہے انہ لکتٰب عزیز لا یأتیہ الباطل من بین یدیہ

ع ۵ آیت ۴۳

مگر مرزا غلام احمد قادیانی نے اسے یوں بدلا۔

والقرآن الحکیم لا یأتیہ الباطل من بین یدیہ[2]

قرآن کریم میں یہ تحریف لفظی کا سلسلہ بہت دور چلا جاتا ہے۔ ہر ایڈیشن میں یہ تحریف باقی رکھی گئی ہے اس لیے اسے سہو کاتب بھی نہیں کہہ سکتے پس اگر یہ دیدہ دانستہ قرآن میں تحریف کی کوشش نہیں تو شراب کی بے ہوشی ضرور ہے۔ پس یہ بات درست نہیں کہ صرف ایک بار پی تھی۔

ڈاکٹر بھٹہ :۔ یہ الزام ہم پر بالکل غلط ہے۔ ہمارا قرآن کریم پر اعتقاد ہے۔ ہم نے اس میں کوئی تبدیلی نہیں کی۔ جو قرآن میں تبدیلی کرے۔ ہم اسے اسلام سے خارج سمجھتے ہیں۔

علامہ صاحب : (بات کاٹتے ہوئے) تو آپ مرزا غلام احمد کو اسلام سے خارج کیوں نہیں کہتے۔ جس نے قرآن میں لفظ علیکم جیسے سینکڑوں اضافے کیے ہیں۔ یہ کتاب براہین احمدیہ کا چوتھا ایڈیشن ہے۔ اگر یہ کاتب کی غلطی ہوتی تو دوسرے ایڈیشن میں درست ہو جاتی۔ قادیانیوں نے اسے اس لیے درست نہیں کیا کہ امتی پیغمبر کی اصلاح نہیں کر سکتا۔

قادیانی شکیل احمد : یہ ہمارا احمدیوں کا شائع شدہ قرآن ہے۔ اس میں یہ آیت بالکل درست لکھی ہے۔ اس میں علیکم کا لفظ نہیں۔

---

[1] براہین احمدیہ طبع چہارم صــ ۴۸۸ [2] براہین احمدیہ صــ ۳۸۶

علامہ صاحب: مگر براہین احمدیہ میں تو یہ لفظ ہے۔ قادیانی مترجم قادیانی پیغمبر سے زیادہ درجہ نہیں رکھتا کہ پیغمبر کی تحریر کے مقابلے میں اس کی تحریر کا زیادہ اعتبار کیا جائے۔ قادیانیوں کے لیے اپنے پیغمبر کی بات حجت رہے گی نہ کہ اس مترجم یا ناشر کی۔ ہاں یہ پہلو اختیار کیا جائے کہ امتی مترجم نشے کی حالت میں نہیں تھا تو ہمیں انکار نہیں۔ لیکن اس سے آپ انکار نہیں کر سکتے کہ مرزا غلام احمد شرابی تھا اور نشے کی حالت میں آیتیں بھی غلط لکھتا تھا۔

قادیانی شکیل احمد: یہ ہم پر بہتان ہے کہ ہم نے قرآن کریم کی آیت بدلی ہے۔ معلوم نہیں حضرت مسیح موعود سے یہ اس طرح کیسے لکھی گئی۔ یہ جان کر نہیں ویسے ہی لکھی گئی ہو گی۔

علامہ صاحب: مرزا صاحب نے اگر ہوش و حواس سے آیات میں تبدیلیاں کیں ہیں تو انہوں نے قرآن میں تحریف کی ہے، اور اگر بے ہوشی میں وہ ایسا لکھ گئے تو یہ شراب پینے کا نشہ تھا۔ آپ کا یہ کہنا کہ صرف ایک دفعہ ہی پی درست نہیں ہے۔ یہ بالکل واضح ہے کہ وہ شراب پیتا تھا اور اس سے ایسی حرکتیں بار بار ہوتی رہیں۔

پبلک سے لوگ اُٹھ اُٹھ کر براہین احمدیہ کے ص ۵۰۵ کو دیکھتے ہیں اور قرآن کریم سے اس کا موازنہ کرتے ہیں۔ صدر سے مطالبہ کرتے ہیں کہ وہ دونوں حوالوں کو دیکھ کر اپنے فیصلہ کا اعلان کریں۔ چنانچہ صدر مناظرہ الحاج مسعود نائیجیری دونوں حوالوں کو دیکھ کر اپنے فیصلہ کا اعلان کرتا ہے۔

صدر مناظرہ الحاج مسعود نائیجیری "احمدی" مرزا غلام احمد کی سیرت کا دفاع نہیں کر سکے اور مسلمانوں نے ثابت کر دیا کہ مرزا غلام احمد شراب پیتا تھا۔ جو شخص ام الخبائث میں مبتلا ہو اس سے باقی خباثت اور بے حیائی کے امور صادر ہونے لازمی ہیں۔

میں نے براہین احمدیہ دیکھی ہے اور اس کی لکھی ہوئی آیت کا قرآن شریف سے موازنہ کیا ہے۔ مسلمانوں نے ثابت کر دیا ہے کہ مرزا غلام احمد نے قرآن پاک کی آیات بدلی ہیں۔ یہ بدلنا قرآن میں تبدیلی کرنے کے لئے تھا یا نشہ کی وجہ سے، اس میں بندہ کچھ نہیں کہہ سکتا۔

صدر کے اس اعلان پر مناظرہ ختم ہوگیا۔ مسلمان فرطِ مسرت میں ہال سے ایک جلوس کی شکل میں نکلے۔ یہ جلوس شہر کے مختلف بازاروں اور چوکوں سے گزرتا گیا مرزا غلام احمد کی سیاہ سیرت کے خلاف یہ ایک بڑا احتجاج تھا۔

نائیجیریا کے اس مناظرے پر امید ہے۔ تاریخی اثرات مرتب ہوں گے اور اس علاقے میں قادیانی نشاط بڑی تیزی سے انحطاط میں آئے گی۔ اسلام کی اس عظیم فتح پر نائیجیریا کے سعودی سفارت خانے کے ملحق دینی، شیخ عبدالرحمٰن بن عوین نے صاحب معالی شیخ عبدالعزیز بن باز رئیس الادارات البحوث العلمیہ والافتاء والدعوة والارشاد کو مبارکباد کی کا برقیہ ارسال کیا۔

ہم نائیجیریا کے مسلمان اس وفد ختمِ نبوّت کے رہین احسان ہیں جس نے یہاں آکر حق کا نعرہ لگایا۔ صحیح رستہ ہمیں بتایا اور ہمیں غفلت سے جگایا۔ ہم مکہ مکرمہ کے ان اہلِ خیر کے بھی شکرگزار ہیں۔ جو اس عظیم دینی خدمت کے محرک ہوئے۔ ہم ان افریقی علماء اور سعودی مبعوثین کے بھی تہہ قلب سے شکرگزار ہیں جنہوں نے اپنے تعاون باہر سے آنے والے اکابر کی ہمتوں کو تازگی بخشی خصوصاً شیخ مرتضیٰ عبدالسلام۔ مدیر المعہد العربی ابادان شیخ عبدالوہاب اور شیخ غلام مصطفےٰ جنکا تعاون اس دینی نہضت کی بہترین یادیں ہیں۔

صلاح الدین بوصیری
مرتّب روداد
انگریزی ۲ ستمبر ۱۹۷۶ء

○

مرزائی حضرات سے چند سوال

آج سے نصف صدی قبل حضرت مولانا سید مرتضیٰ حسن صاحبؒ چاندپوری ناظم تعلیمات و شعبۂ تبلیغ دار العلوم دیوبند نے قادیانیوں سے جو ستر (۷۰) سوالات کیے تھے، جن میں سے ایک سوال کا جواب بھی قادیانیوں کی طرف سے نہیں دیا جا سکا۔ ان سوالات میں سے صرف سات سوال پیشِ خدمت ہیں۔

(۲۶) جس طرح سے نبی مامور من اللہ ہوتا ہے کہ اس کی نبوت کا لوگ اقرار کریں اور اقرار نہ کرنے سے کافر ہو جاوے اور اس کی وحی پر عمل کرنا ضروری ہوتا ہے اور نہ ماننے سے کافر۔ نبی کے سوا کسی ولی یا مجدد یا محدث کی بھی شان ہو سکتی ہے یا نہیں؟ اگر نہیں تو پھر کوئی مجدد، محدث اپنے مامور ہونے کا مدعی ہو اور اپنے نہ ماننے والے یا منکر یا مکذب یا متردد یا غیر مبائع کو کافر کہے تو مدعئ نبوت سمجھا جائے گا یا نہیں؟

(۲۷) مجدّد اور محدّث ولی کو اگر کوئی شخص نہ مانے یا اس کی وحی یا الہام کی پابندی نہ کرے تو وہ کافر، فاسق کیا ہوگا؟ اگر کوئی شخص اس کے مکذب منکر یا نہ ماننے والے کو کافر کہے تو یہ مکفر بھی اس ولی، مجدّد کی نبوت کا مدعی ہے یا نہیں؟ اوّل صورت میں اس کا کیا حکم ہے؟

(۲۸) مرزا صاحب جو اپنے آپ کو منواتے اور تسلیم کراتے ہیں اس تسلیم

کرنے کا حکم ہے اور تسلیم نہ کرنے کا کیا۔ اور جو حکم مرزا صاحب کے ماننے نہ ماننے کا ہے پہلے مجددوں کا بھی یہی حکم ہے یا فرق ہے۔ اور مرزا صاحب یا مرزائی، لوگوں سے کیا منواتے ہیں۔ مجدّد، محدّث، رسول، نبی، بروزی، ظلّی، حقیقی، مجازی، تشریعی، غیر تشریعی؟ صاف بیان ہو۔

(۲۹) اگر ہر مجدّد کے لیے مامور ہونا شرط ہے اور اس کی وحی بھی انبیاء کی طرح دخلِ شیطانی سے محفوظ ہوتی ہے اور اُن کا منکر بھی مستحق سزا ہوتا ہے تو پھر تیرہ سو برس میں کم از کم تیرہ مجدّد ایسے بتلائے جائیں کہ جنہوں نے ایسا دعوٰی کیا ہو اور اگر مجدد کے لیے مامور ہونا شرط نہیں اور اس کا الہام اور وحی دخلِ شیطانی سے محفوظ ہونا ضروری نہیں اور اس کے احکام کی پابندی امت پر فرض نہیں تو پھر مرزا صاحب مجدّد اور محدّث ہوں تو ہوں۔ اگر اُن کو الہام اور وحی ہوتی ہے تو ہو، مسلمانوں سے کیا چاہتے ہیں اور مرزائی مسلمانوں سے کیا منواتے ہیں۔؟

(۳۰) اگر مرزا صاحب مجدّد یا محدّث ہیں اور مرزا صاحب نے بعض عقائدِ باطلہ پر مسلمانوں کو متنبہ فرمایا تو ان عقائدِ باطلہ کا حکم فرمایا جائے کہ اُن عقیدوں کا معتقد کافر ہے یا فاسق ہے؟ جنت میں جائے گا یا جہنم میں۔ پھر جہنمی برائے چندے یا ابدی جہنمی؟ اور وہ عقائد مشرکانہ عقائد ہیں یا کیسے؟ مرزا صاحب اور مرزائی ان عقائد کو کیا سمجھتے ہیں اور ان سے پہلے مسلمانوں نے انہیں کیسا سمجھا؟ صاف بیان ہو، اور وہ عقائد بھی مفصل بیان ہوں۔

(۳۱) اگر وہ عقائد باطلہ مرزا صاحب سے پہلی صدی کے اندر پیدا ہوئے ہیں تب تو مرزا صاحب اُن پر مطلع فرماتے تو حق بجانب تھے لیکن اگر وہ عقائد تیرہ سو برس سے چلے آتے ہیں تو مرزا صاحب سے پہلے کم سے کم جو تیرہ مجدّد ہوئے ہیں تو انہوں نے کیا تجدیدِ دین کی۔ جب ان عقائدِ باطلہ پر ہی مطلع نہ کیا جن پر مرزا صاحب نے مطلع فرمایا اگر ہر مجدّد کا اُمّت کو اُن کے جملہ عقائدِ باطلہ پر مطلع کرنا ضروری نہیں ہے تو ممکن ہے کہ مرزا صاحب نے بھی اکثر عقائدِ باطلہ پر مطلع نہ کیا ہو اور وہ خود بھی عقائد باطلہ پر مرے ہوں، تو

اِس صورت میں اِسلام کی حقانیت کی کیا دلیل ہے اور مجدّد سے کیا نفع ؟ جب وہ عقائدِ باطلہ پر مطلع بھی نہ کرے۔

(۴۲) مجدّد جو ہر سَو برس پر ہوتا ہے اس کی ابتداء کس وقت سے ہے ؟ زمانہ بعثت سے یا نبوّت سے یا وفات رسول مقبول صلّی اللہ علیہ وسلم سے ؟ اور وہ ساری امت میں ایک ہوگا، یا ہر اقلیم میں ؟ یا کیا صورت ہوگی ؟ امید ہے کہ مرزا صاحب چونکہ مجددوں کی رُوحِ رواں تھے اور وحی کی بارش ہوتی تھی اور معجزات کے ان کے یہاں سیلاب بہتے تھے۔ اس واسطے ان تمام مراحل کو طے فرما لیا ہوگا۔ مرزا صاحب اور اُن کے معتقدین کا اس میں کیا عقیدہ ہے اور سو برس پر مجدد کا ہونا ضروری ہے یا کس مرتبہ کی شے ہے ؟

گذشتہ صدی کا
سب سے بڑا جھوٹ

قادیانی عرصہ دراز سے یہ گمراہ کُن پروپیگنڈہ کرتے چلے آرہے ہیں کہ قرآن وحدیث میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور امام مہدی کے قربِ قیامت آمد کا تذکرہ مرزا غلام احمد قادیانی کی صُورت میں پُورا ہو چکا ہے۔ کیونکہ چودھویں صدی آخری صدی ہے اور آخری صدی کا مجدد مسیح موعود ہوگا۔

قادیانیوں نے اس جھُوٹ کا اس قدر پروپیگنڈہ کیا تھا کہ ہر خاص وعام کہنے لگ گیا کہ چودھویں صدی آخری صدی ہے۔

دراصل گزشتہ صدی کے اس سب سے بڑے جھُوٹ کی بنیاد قادیانیوں کے خانہ زاد، رُسوائے زمانہ، انگریزی ایجنٹ مرزا غلام احمد قادیانی کی وہ عبارات ہیں جن میں اُس نے لکھا کہ :

چودھویں صدی آخری صدی ہے اور آخری کا مجدّد مسیح موعود ہوگا

حوالہ نمبر ۱: اور یہ بھی اہل سُنّت میں متفق علیہ امر ہے کہ آخری مجدّد اس اُمّت کا مسیح موعود ہے جو آخری زمانہ میں ظاہر ہوگا۔ اب تنقیح طلب امر یہ ہے کہ یہ آخری زمانہ ہے یا نہیں۔ یہود و نصارٰی دونوں قومیں اس پر اتفاق رکھتی ہیں کہ یہ آخری زمانہ ہے۔ "اگر چاہو تو پوچھ کر دیکھ لو"۔ (حقیقۃ الوحی ص ۱۹۳)

نتیجہ ظاہر ہے اگر چودھویں صدی آخری صدی ہوتی تو اس میں آنے والا مسیح موعود ہوتا۔ پس اب جبکہ پندرھویں صدی شروع ہوگئی تو اب چودھویں صدی آخری صدی نہ رہی۔ لہٰذا مرزا صاحب مہدی اور مسیح کے دعویٰ میں جھوٹے ثابت ہوئے۔

حوالہ نمبر ۲: انبیاء گزشتہ کے کشوف نے اس بات پر قطعی مُہر لگادی کہ وہ چودھویں صدی کے سر پر پیدا ہوگا اور نیز یہ کہ پنجاب میں ہوگا۔ (اربعین ج ۲ ص ۲۳ طبع اوّل)

کسی نبی کا ہرگز کوئی کشف موجود نہیں جس میں چودھویں صدی یا پنجاب کی صراحت ہو بلکہ گزشتہ صدی کا یہ وہ شاندار جھوٹ ہے جس پر شیطان بھی سر پیٹ کر رہ گیا ہوگا۔ (مرتب)

حوالہ نمبر ۳: ایسا ہی احادیث صحیحہ میں آیا تھا کہ وہ مسیح موعود صدی کے سر پر آئے گا اور چودھویں صدی کا مجدد ہوگا۔ (ضمیمہ براہین احمدیہ حصہ پنجم ص ۱۸۸)

جھُوٹ بالکل جھوٹ! چودھویں صدی کے متعلق کوئی ضعیف حدیث بھی موجود نہیں۔ چہ جائیکہ احادیثِ صحیحہ۔ اگر ہو تو پیش کریں۔

(مرتب)

قادیانی احباب کو ہمدردانہ نصیحت

چودھویں صدی ختم ہوئی اب توبہ کرلیجئے ۔ !

قادیانی احباب جانتے ہیں کہ مدت دراز سے مرزا غلام احمد قادیانی کی "چودھویں صدی" کے متعلق جھوٹی عبارات کو چیلنج کیا جارہا ہے کہ اگر کوئی قادیانی ایسی کوئی ایک حدیث بھی پیش کردے جس میں چودھویں صدی کی صراحت ہو تو اُسے مبلغ دس ہزار ۱۰,۰۰۰/- روپے انعام دیا جائے گا۔ لیکن پوری امت مرزائیہ اپنے مسیح کی صداقت ثابت کرنے سے عاجز ہے۔ اور آج تک کوئی ایک ضعیف حدیث بھی پیش نہیں کرسکی۔ لہٰذا مرزا قادیانی تو حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم **من کذب علی متعمداً افلیتبوأ مقعدہٗ من النار** کے مطابق اپنا ٹھکانہ تو جہنم میں بنا ہی چکا ہے۔

قادیانی حضرات کو ہمدردانہ نصیحت کی جاتی ہے کہ اب وقت ہے سچے دل سے اس باطل مذہب سے توبہ کرتے ہوئے مرزا قادیانی کے جھوٹے ہونے کا برملا اعلان کریں اور حضور خاتم النبیین رحمۃ اللعلمین کے دامن سے وابستہ ہوکر اپنی عاقبت سنوارلیں۔

وَمَا عَلَیْنَا اِلَّا الْبَلَاغ

الداعی الی الخیر

منظور احمد چنیوٹی

صدر مجاہدین احرار پاکستان

ناظم ادارہ مرکزیہ دعوۃ وارشاد چنیوٹ

عقیدۃ الامۃ فی معنی ختم النبوۃ

تصنیف:

ڈاکٹر علامہ خالد محمود ایم اے پی ایچ ڈی

حدیث لا نبی بعدی کی نہایت نفیس تشریح کے ساتھ

اس میں سات بزرگانِ دین کے عقیدہ
ختمِ نبوت پر سیر حاصل بحث کی گئی ہے۔

۱۔ حجۃ الاسلام حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ

۲۔ حضرت امام شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ

۳۔ محدث شہیر ملا علی قاری علیہ رحمۃ امام الباری رحمۃ اللہ علیہ

۴۔ شیخ اکبر محی الدین ابن العربی رحمۃ اللہ علیہ

۵۔ حضرت علامہ عبدالوہاب شعرانی رحمۃ اللہ علیہ

۶۔ حضرت امام ربانی سیدنا مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ

۷۔ مقدام العارفین حضرت مولانا جلال الدین رومی رحمۃ اللہ علیہ

چوتھا ایڈیشن زیر طبع ہے۔ انتظار کیجئے۔

ہدیہ مجلد ۱۵ روپے